یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.

منجانب .



سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں ادرکنیؑ

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

حصہ ۸ ہشتم

بحار الانوار

ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل

در حالات

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

محفوظ بک ایجنسی
امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵
فون: ۴۲۴۲۸۶
قیمت:

پوری کتاب SCAN نہیں کی جا سکی
14.8.2004

① — تسمیہ لقب "صادق"

ابوحمزہ ثمالی نے حضرت علی ابن الحسینؑ اور انھوں نے اپنے پدر و جدِ بزرگوار سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میرا فرزند جعفر بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علی بن ابی طالبؑ پیدا ہو تو اس کا نام صادق رکھنا، اس لیے کہ اس سے آگے بڑھ کر میری ہی نسل میں سے ایک اور شخص کا نام جعفر رکھا جائے گا، جو ناحق دعوئ امامت کرے گا اور اسے لوگ (جعفر) کذاب کہیں گے۔

(علل الشرائع ص۲۳۴)

• — معانی الاخبار میں مرقوم ہے کہ آپ کا نام جعفرؑ صادق اس لیے ہے تاکہ آپ میں اور اُس شخص میں جو آپ کا ہمنام ہوگا اور ناحق دعوئ امامت کرے گا، فرق ہو جائے اور وہ دوسرا شخص جعفر بن امام علی النقی ہوگا جو دوسرے فطحیہ کا امام ہے۔ (معانی الاخبار ص۶۵)

• — ابوخالد سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی بن الحسینؑ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ کے بعد امام کون ہوگا؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ میرا فرزند محمدؑ جو علم کو کما حقہٗ شگافتہ کرے گا۔ محمدؑ کے بعد جعفرؑ جن کا نام اہلِ آسمان میں صادق ہوگا۔

میں نے عرض کیا، صرف اُنہی کا نام صادق کیوں (ہوگا) ویسے تو آپ سب ہی حضرات صادق ہیں؟

آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدرِ بزرگوار نے اپنے پدرِ بزرگوار سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میرا فرزند جعفر بن محمدؑ بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالبؑ پیدا ہو تو اس کا نام صادق رکھنا اس لیے کہ اس کی پانچویں نسل میں سے بھی ایک شخص کا نام جعفر ہوگا اور اللہ پر کذب و افترا کرتے ہوئے دعوئ امامت کرے گا۔ اللہ کے نزدیک وہ جعفرِ کذاب ہوگا، اور اسی نام سے پکارا جائے گا۔ اس کے بعد حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام نے قدرے گریہ کیا، اور فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اس دور کا ظالم و جابر بادشاہ جعفر کذاب کو اُس دور کے ولی امر پر تحقیق و تفتیش کے لیے حکومت کا لالچ دیکر مقرر کر رہا ہے۔ (الخرائج والجرائح ص۱۹۵)

② — حلیہ مبارک

مناقب ابن شہر آشوب میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میانہ قد، روشن چہرہ، سیاہ گیسو، ستوان اور کھڑی ناک، کشادہ پیشانی دُبلے پتلے سینے پر چھوٹے چھوٹے بال، چہرے پر جابجا سُرخ تِل نمایاں تھے۔

آپؑ کا اسمِ گرامی جعفر، کُنیت، ابوعبداللہ، ابواسماعیل، ابوالخاص، ابوموسیٰ تھی، اور القاب: صادق، فاضل، طاہر، قائم، کافل اور منجی، تھے۔ گروہِ شیعہ حضرات اُنہی کی طرف اپنے آپ کو منسوب کر کے جعفری کہلائے جاتے ہیں اور اسلامی شریعت کی آپؑ نے اس قدر ترویج و اشاعت فرمائی کہ فقہِ اسلامی، فقہِ جعفری کہلائی جانے لگی۔ آپ کی مسجد حلہ میں ہے۔ (مناقب جلد ۳ ص۴۰۰)

③ — نقشِ خاتم

حسین بن خالد سے روایت ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت امام جعفر بن محمدؑ الصادق علیہ السلام کی انگوٹھی (خاتم) پر یہ کندہ تھا۔ "واللہ ولیّی وعصمتی من خلقہٖ"

(امالی شیخ صدوق ص۴۵۸)

• — محمد بن طلحہ کا بیان ہے کہ آپ کا اسمِ گرامی جعفرؑ، کُنیت، ابوعبداللہ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابواسماعیل تھی۔ اور "القاب" بہت سے ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور "صادق" ہے۔ اور صابر و فاضل و طاہر بھی آپؑ کے القاب ہیں۔ (مطالب السئول ص۸۱)

• — فصول المہمہ میں بھی اسی کے مثل مرقوم ہے اور یہ بھی ہے کہ آپ کا نقشِ خاتم " ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ استغفر اللہ " تھا۔

(فصول المہمہ ص۲۰۹)

• — آپؑ کی انگوٹھی کا نقشِ نگیں " اللہ خالق کل شی " تھا۔ (مصباح کفعمی ص۵۲۲)

• — مکارمِ اخلاق کتاب العباس میں حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی انگوٹھی کی قیمت لگائی گئی تو میرے پدرِ بزرگوار نے اس کو سات میں لے لیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کیا سات درہم میں؟ آپؑ نے فرمایا، نہیں سات دینار میں۔ (مکارم الاخلاق ص۹۵)

تاریخِ ولادت

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ولادت
باسعادت مدینۂ منورہ میں ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ بروز جمعہ وقتِ طلوعِ فجر ہوئی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بروز دوشنبہ ہوئی۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ۸۶ھ میں ہوئی۔
(روضۃ الواعظین ص۲۵۳، مناقب ابن شہر آشوب جلد ۴ ص۲۹۱)

اب رہ گیا آپؑ کی عمر کا سوال، تو آپؑ کی وفات ۱۴۸ھ کے اندر عہدِ منصور دوانیقی میں ہوئی۔ اِس حساب سے آپ کی عمر ۶۵ سال ہوتی ہے اور بظاہر یہی ہے اِس کے علاوہ آپ کی عمر اور بھی بتائی جاتی ہے۔ آپ کی قبر مدینۂ منورہ کے اندر بقیع میں ہے۔ یہ وہ قبرستان ہے جس کے اندر آپ کے پدرِ بزرگوار آپ کے جدِ نامدار اور چچا دفن ہیں۔

حافظ عبدالعزیز کا بیان ہے کہ آپ کی والدۂ گرامی اُمِ فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں، جو اسماء بنتِ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی تھیں۔ آپؑ ۸۰ھ (جس سال وبا پھیلی تھی) میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔

• ۔۔۔ محمد بن سعید کا بیان ہے کہ جب محمد بن عبداللہ بن حسن نے خروج کیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مدینہ چھوڑ کر اپنی جاگیر فرع چلے گئے (تاکہ لوگ اس میں آپ کو ملوث نہ کریں) اور وہیں مقیم رہے یہانتک کہ محمد قتل کر دیے گئے۔ اُن کے قتل کے بعد جب ہر طرف امن و سکون ہو گیا تو مدینہ واپس آ گئے۔ پھر وہیں رہے یہانتک کہ ۱۴۸ھ میں آپ نے ابو جعفر منصور دوانیقی کے عہدِ خلافت میں وفات پائی، اُس وقت آپؑ کا سن اکہتر ۷۱ سال کا تھا۔

• ۔۔۔ ابنِ خشاب نے محمد بن سنانؒ اپنے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے وفات پائی تو اس وقت آپؑ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ۶۸ سال کی تھی اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ آپؑ کی ولادت ۸۳ھ میں ہوئی تھی۔ آپؑ اپنے جدِ نامدار حضرت علی ابن الحسینؑ علیہ السلام کے ساتھ بارہ سال اور چند دن رہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ اپنے جد کے ساتھ پندرہ سال رہے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی وفات اُس وقت ہوئی جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام چونتیس ۳۴ سال کے تھے۔ دونوں میں سے ایک روایت کے بموجب۔ اپنے پدرِ بزرگوار کے بعد آپ چونتیس ۳۴ سال زندہ رہے۔ لہٰذا دونوں میں سے [illegible] روایت کے بموجب آپؑ کی عمر ۶۵ سال اور دوسری روایت کے بموجب ۶۸ سال ہوئی یہ زارع [illegible] ہے لیکن پہلی ہی روایت صحیح ہے۔ آپ کی والدہ ام فروہ بنتِ قاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص۴۱۵، اعلام الوریٰ ص۲۶۶)

• ۔۔۔ محمد بن عیسیٰ نے صفوان سے روایت کی ہے اُن کا بیان ہے کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی انگوٹھی نکالی گئی تو میں نے دیکھا کہ اس کا نقشِ نگیں " أنت ثقتي فاعصمني من خلقك " تھا (مکارم الاخلاق ص۹۵)

• ۔۔۔ اسماعیل بن موسیٰ کا بیان ہے کہ میرے جد حضرت امام جعفر بن محمدؑ کی انگوٹھی مکمل چاندی کی تھی اور اس پر یہ نقش تھا " یا ثقتي قني شر جميع خلقك "
اور میراث میں عبداللہ بن جعفرؑ پر میرے والد کے پچاس دینار زائد نکلتے تھے، میرے والد نے اس انگوٹھی کو اس کے عوض خرید لیا۔ (مکارم الاخلاق ص۱۰۳)

• ۔۔۔ حفص بن غیاث نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری انگوٹھی پر " الله خالق كل شئ " نقش ہے۔
(الکافی جلد ۶ ص۴۷۳)

• ۔۔۔ ابراہیم بن عبدالحمید سے روایت ہے کہ معتب میری طرف سے ہو کر گذرا اس کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے ؟
اُس نے جواب دیا، یہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی انگوٹھی ہے۔ میں نے اس کا نقشِ نگیں پڑھنے کے لیے لیا تو اُس پر یہ نقش تھا۔ " اللهم انت ثقتي فقني شر خلقك " (الکافی جلد ۶ ص۴۷۳)

• ۔۔۔ بزنطی سے روایت ہے کہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی انگوٹھی نکالی تو میں نے دیکھا اُس پر یہ نقش ہے " انت ثقتي فاعصمني من الناس " (الکافی جلد ۶ ص۴۷۳)

• ۔۔۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا نقشِ خاتم " الله عوني وعصمتي من الناس " تھا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نقش " أنت ثقتي فاعصمني من خلقك " تھا، نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ " ربي عصمني من خلقه "

آپؑ کے القاب: صادق، فاضل، باقی، کامل، منجی، صابر، فاطر اور طاہر تھے۔

آپ کی والدہ کا اسمِ گرامی اُمِ فروہ ہے اور کہا گیا ہے کہ اُم القاسم فاطمہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہے۔

⑤ — روایات بابت ولادت وشہادت

حضرت امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام ۸۳ھ میں پیدا ہوئے اور ماہِ شوال ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ ۶۵ سال حیات پائی، بقیع میں دفن کیے گئے۔ آپ کی والدۂ محترمہ اُمِ فروہ بنتِ قاسم بن محمد تھیں جو اسماء بنتِ عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی بیٹی تھیں۔ (الکافی جلد ۱ صـ۴۷۲)

• — حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام دوشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ کو مدینہ منورہ میں تولّد ہوئے اور ماہ شوال میں (اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نصف رجب بروز دوشنبہ) ۱۴۸ھ میں انتقال فرمایا، اُس وقت آپ کی عمر ۶۵ سال تھی۔ آپ کی والدۂ محترمہ اُمِ فروہ بنت قاسم بن محمد تھیں۔ جعفی کا قول ہے کہ ان کا نام فاطمہ اور کُنیت اُمِ فروہ تھی۔

(دروس شہید علیہ الرحمہ کتاب المزار صـ۵)

• — حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور یہ بھی کہا گیا کہ ۸۳ھ میں تولّد ہوئے۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے اور ۱۴۸ھ میں انتقال فرمایا اُس وقت آپ کی عمر ۶۸ سال تھی۔ کہا جاتا ہے کہ دورِ منصور دوانیقی میں زہر سے شہید کیے گئے ا... تاریخِ غفاری میں ہے کہ آپ کی تاریخِ ولادت ۱۷ ربیع الاول ہے۔ (فصول المہمہ صـ۲۲۸)

• — حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بروز دوشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت عہدِ عبدالملک بن مروان میں ہوئی۔ ا... بروز دوشنبہ ۱۵ رجب ۱۴۸ھ میں انگور کے اندر زہر پیوست کرکے آپ کو دیا گیا جس سے آپ نے وفات پائی۔ (مصباحِ کفعمی صـ۵۲۳)

⑥ — جائے دفن

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ۸۳ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ ماہِ شوال ۱۴۸ھ میں انتقال فرمایا، ۶۵ سال کی عمر پائی، بقیع میں اپنے پدرِ بزرگوار اور اپنے جدِ نامدار حضرت امام حسن علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ آپ کی والدۂ محترمہ جناب اُمِ فروہ بنتِ قاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں۔ آپ کا دورِ امامت ۳۴ سال رہا۔ (الارشاد شیخ مفیدؒ صـ۲۸۹)

⑦ — کفن

یونس بن یعقوب راوی ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن اوّل یعنی (حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ) کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میں نے اپنے پدرِ بزرگوار کو دو شطوی مصری لباسوں میں جس کے اندر آپ احرام باندھا کرتے تھے، ان کی قمیصوں میں سے ایک قمیض، حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے عمامے اور ایک چادر جس کو میں نے چالیس دینار میں خریدا تھا کفن دیا۔ (الکافی جلد ۱ صـ۴۷۵)

• — کافی میں عمر بن سعید سے بھی یہی روایت ہے۔ مگر اس میں اتنا اور اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا، اگر آج کا زمانہ ہوتا تو وہ چادر چار سو دینار کی ہوتی۔

(کافی جلد ۳ صـ۱۴۹، تہذیب جلد ۱ صـ۴۳۴، استبصار جلد ۱ صـ۲۱۰)

• — عبدالعلی مولیٰ آلِ سام سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پدرِ بزرگوار مجھے جو کچھ اُن کے پاس تھا سب سپرد کر چکے تھے مگر جب وقتِ وفات قریب آیا تو فرمایا "چند گواہ بُلا لاؤ۔"

میں نے قبیلۂ قریش کے چار آدمی بلا لیے جن میں سے ایک نافع مولیٰ عبداللہ ابن عمر بھی تھے۔ ان سے کہا کہ لکھو۔ یہ وہ بات ہے کہ جس کی وصیت حضرت یعقوبؑ نے اپنے فرزندوں سے کی تھی۔ " يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ (سورۂ بقرہ آیت ۱۳۲) (اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے تمہارے لیے دین کا انتخاب کرلیا ہے اور یاد رکھو کہ تمھیں موت نہ آجائے مگر اس حالت میں کہ تم مطیعِ کامل بن چکے ہو۔) ... اور اب محمدؐ بن علی وصیت کرتے ہیں جعفر بن محمدؐ کو اور انھیں حکم دیتے ہیں کہ ہمیں اس چادر کا کفن دینا جس کے اندر میں ہر جمعہ کو نماز پڑھتا تھا، اور کفن میں وہی عمامہ رکھنا جو میں استعمال کرتا تھا، میری قبر چوکور ہو، اور چار انگل سے زیادہ اونچی نہ ہو۔ دفن کے وقت میرے تمام بندِ کفن کھول دینا۔ اس کے بعد گواہوں سے کہا، اللہ تم لوگوں کا بھلا کرے۔ اب تم لوگ واپس جاسکتے ہو۔

میں نے عرض کیا، بابا! یہ کونسی اہم بات تھی جس کی گواہی کے لیے آپ نے اتنے آدمی بلا لیے؟ آپؑ نے فرمایا، اے فرزند! مجھے یہ پسند نہ آیا کہ تمھیں لوگ مغلوب کرلیں اور کہنے لگیں وصی ہی نہیں بنایا گیا ہے۔ اس لیے میں نے چاہا کہ تمہارے پاس اس کی دلیل رہے۔

(٨) امام زین العابدینؑ کے چند ثقہ اصحاب

اسحاق بن جریر کا بیان […]

کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سعید بن مسیب، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ابو[…] کابلی یہ لوگ حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام کے ثقہ اصحاب میں سے تھے اور میری والدہ […] عورتوں میں سے تھیں جو ایمان لائیں، تقویٰ اختیار کیا اور نیکیاں کرتی رہیں۔ (کافی جلد ۳ ص […])

(٩) امام نے منصور کو بھی اپنا وصی بنایا

ابو ایوب خوزی کا بیان ہے کہ […]

ابوجعفر منصور نے نصف شب میں طلب کیا، جب میں پہونچا تو دیکھا کہ وہ کرسی پر بیٹھا ہے سا[…] شمع اور ہاتھ میں ایک خط ہے۔ میں نے سلام کیا تو اُس نے وہ خط میری طرف پھینک دیا اور […] او دیکھو! یہ محمد بن سلیمان کا خط ہے جس میں یہ تحریر ہے کہ جعفر بن محمد نے وفات پائی۔

یہ کہہ کر وہ رونے لگا اور بولا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یہ اس نے […] کہا، پھر بولا" افسوس! اب جعفر بن محمد کا مثل کہاں ہے۔ پھر مجھ سے مخاطب ہوا کہ اس کا جوا[…]

میں نے خط کا سر نامہ لکھا تو وہ بولا، لکھو" اگر جعفر بن محمد نے کسی کو اپنا وصی […] ہے تو اسے بلاؤ اور اُس کی گردن مار دو۔"

اس کا جواب وہاں سے یہ لکھ کر آیا کہ جعفر بن محمد نے پانچ اشخاص کو اپنا وصی […] ہے۔ اُن میں ایک تو خود ابوجعفر منصور ہیں، دوسرے محمد بن سلیمان، پھر عبداللہ بن جعفر اور […] بن جعفر اور حمیدہ۔

منصور نے یہ جواب پاکر کہا، پھر ان لوگوں کو تو قتل نہیں کیا جا سکتا۔

(غیبۃ طوسی ص ۱۹، الکافی جلد ۱ ص ۳۱۰)

(١٠) منصور کو اپنا وصی کیوں بنایا؟

داؤد بن کثیر رقی کا بیان ہے کہ […]

ابوحمزہ ثمالی کے پاس ایک اعرابی آیا، اُس سے پوچھا کوئی نئی خبر لائے ہو؟

اُس نے کہا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام انتقال فرما گئے۔

یہ سُن کر ابوحمزہ نے ایک چیخ ماری اور گر کر بیہوش ہو گئے۔ جب غش سے افاقہ ہوا […]

اُس نے کہا، ہاں۔ اُنھوں نے اپنے دونوں فرزند عبداللہ اور موسیٰ کو، نیز ابوجعفر منصور کو اپنا وصی مقرر کیا ہے۔

یہ سُن کر ابوحمزہ ثمالی ہنسے اور بولے۔ اُس خدا کا شکر ہے جس نے ہماری صحیح ہدایت فرمائی بڑے کو پہچنوایا اور چھوٹے کی طرف رہنمائی فرمائی، اور اس میں ایک امرِ عظیم پوشیدہ کیا۔

پوچھا اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب دیا، مطلب یہ ہے کہ بڑے کے عیوب ظاہر کر دیے، چھوٹے کی طرف اشارہ کر دیا، اس میں اُس کا نام دے کر منصور سے اصل وصی کو چھپا لیا۔ کیونکہ اگر منصور کسی سے پوچھتا کہ جعفر بن محمدؑ کا وصی کون ہے تو جواب یہی ملے گا کہ تم ہو۔ (مناقب ابن شہر آشوب)

(١١) نماز کے لیے تاکید

ابوبصیر سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے

کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات پر تعزیت کے لیے اُمِ حمید کے پاس گیا۔ وہ رونے لگی اور اس کے رونے پر مجھے بھی رونا آگیا، پھر بولی اے ابو محمد! اگر تم حضرت ابو عبداللہ جعفر صادق علیہ السلام کو وقتِ احتضار دیکھتے تو تمھیں تعجب ہوتا۔ اُنھوں نے اُسی عالمِ احتضار میں آنکھیں کھولیں اور فرمایا" ہر اُس شخص کو جس کے اور میرے درمیان قرابت ہے، میرے پاس بلا لاؤ۔ ہم نے ایک ایک کر کے سب ہی کو جمع کیا اور اُن کے پاس پہونچے۔ آپ نے ایک سرسری نظر سب پر ڈالی، پھر فرمایا، سنو! ہماری شفاعت اس کو نصیب نہ ہوگی جو نماز کا استخفاف کریگا۔"

(یعنی جو نماز کو خفیف اور سُبک جان کر پڑھے گا اُس کو آئمہؑ کی شفاعت نصیب نہ ہو سکے گی)

(ثواب الاعمال ص ۲۰۵)

• ـــ مشتی نے بھی ابوبصیر سے یہی روایت کی ہے۔ (المحاسن برقی جلد ۱ ص ۸۰)

• ـــ ابوبصیر سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ حضرت ابوالحسن اول امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میرے پدر بزرگوار کا وقتِ وفات قریب آیا تو آپ نے مجھے فرمایا اے فرزند سنو! ہماری شفاعت اُس شخص کو نصیب نہ ہوگی جو نماز کا استخفاف کرے گا۔"

(الکافی جلد ۳ ص ۲۷۰)

(١٢) صلۂ رحم کی تاکید

کی کنیز سالمہ سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں وقتِ وفات آپ کی خدمت میں حاضر تھی
آپ غش میں تھے ۔ جب غش سے افاقہ ہوا تو فرمایا" حسن بن علی بن الحسین افطس کو ستر دینار دید
اور فلاں کو اس قدر اور فلاں کو اس قدر "

میں نے عرض کیا آپ ایسے شخص کو عطا فرما رہے ہیں جس نے آپ کے قتل کے ارادے
سے آپ پر تلوار سے حملہ کیا تھا ۔

آپ نے فرمایا" کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میرا شمار اُن لوگوں میں نہ ہو جن کے متعلق اللہ تعالیٰ
نے ارشاد فرمایا ہے کہ " وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ
رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝ (سورۂ رعد آیت ۲۱)

" اور وہ جو جوڑتے ہیں اُس کو جسے اللہ نے جوڑنے (ملانے) کا حکم دیا ہے ۔ اور اپنے رب
سے ڈرتے ہیں اور حساب کی سختی سے خائف رہتے ہیں "

ہاں، اے سالمہ سُن ! اللہ تعالیٰ نے جنت خلق کی تو اس کو ایسا طیب اور خوشبودار
کہ اس کی خوشبو دو ہزار سال کی مسافت تک محسوس کی جاتی ہے مگر اس کی خوشبو اپنے باپ کی نافرمان
عاق شدہ اولاد نیز قاطعِ رحم کو نصیب نہ ہوگی ۔ (غیبۃ طوسیؒ ص ۱۲۸)

" وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ "

بحار الانوار

باب ۲

نصوص بر امامت

کہ آپؑ کو اپنے فرزندِ اکبر کی موت کا صدمہ نہیں پہونچا، کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپؑ غم کے اثرات نہیں ہیں۔

آپؑ نے فرمایا، تم لوگ جیسا کہ مجھے دیکھ رہے ہو میں ویسا کیوں نہ ہوں، اِس لیے کہ اصدق الصادقین خداوندِ عالم نے مجھے خبر دی ہے کہ میں بھی مرجاؤں گا اور تم لوگ بھی مرجاؤ گے۔ وہ قوم جو موت سے واقف ہے وہ اس کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھتی ہے اور ان میں سے اگر کسی کو موت آتی ہے تو اس پر کوئی تعجب نہیں کرتی بلکہ اپنے تمام اُمور اپنے خالق کے سپرد کر دیتی

(عیون الاخبار الرضا جلد ۲ صٓ ‏)

(۶) ایک اور بیٹے کی موت پر آپؑ کے تاثرات

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ایک کمسن بیٹے کا اچانک انتقال ہوگیا۔ آپ نے قدرے گریہ فرمایا اور اُسے اُٹھا کر جب عورتوں میں لے گئے تو وہ چیخ چیخ کر رونے لگیں۔ آپ نے انھیں تنبیہ فرمائی اور قسم دے کر چیخ کر رونے کے لیے منع فرمایا۔ جب اُسے دفن کرنے کے لیے لیکر چلے تو فرمایا، کس قدر پاک و منزہ ہے وہ ذات کہ جو ہماری اولاد کو مار بھی ڈالتا ہے مگر اس کے باوجود اُس کی محبت ہمارے دلوں سے کم نہیں ہوتی بلکہ زیادہ ہو جاتی ہے۔

جب آپ اُس کے دفن سے فارغ ہوئے تو فرمایا، بیٹا! اللہ تمہاری قبر کو کشادہ کرے اور تمھیں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جوار میں پہونچائے۔ اس کے بعد فرمایا، ہم وہ قوم ہیں کہ جن لوگوں سے ہم محبت کرتے ہیں، اگر ان کے لیے ہم کچھ چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے مگر ایسا بھی ہے کہ ہم جن لوگوں سے محبت کرتے ہیں اُن کے لیے ایک چیز نہیں چاہتے مگر اللہ چاہتا ہے تو ہم اللہ کی مرضی پر راضی رہتے ہیں۔ (دعواتِ راوندی، علل الشرائع صـ۲۳۴)

(۷) خیر الجعافر

منقری کا بیان ہے کہ حفص بن غیاث جب کوئی حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بیان کرتے تو کہتے کہ مجھ سے بیان کیا جعفروں میں سب سے بہتر جعفر یعنی جعفر بن محمد علیہ السلام نے۔ (امالی الصدوق صـ۲۴۳)

• ــــ منقری کا ہی بیان ہے کہ علی بن غراب جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو کہتے تھے کہ مجھ سے بیان کیا جعفر صادقؑ نے کہ اللہ نے مجھ سے

(امالی صدوق صـ۲۴۳)

حسن بن محمد علوی نے اسدی سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔

(علل الشرائع صـ۲۴۳)

• ــــ عمر بن خالد سے روایت ہے کہ زید بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالبؑ نے کہا کہ ہر زمانے میں ہم اہلِ بیتؑ میں سے ایک شخص ایسا ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر اپنی حجت بناتا ہے اور ہمارے اس زمانے میں خدا کی طرف سے حجت میرے بھتیجے جعفر بن محمدؑ ہیں جو ان کی اتباع کرے گا وہ کبھی گمراہ نہ ہوگا جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ کبھی راہِ ہدایت نہ پائے گا۔ (امالی شیخ صدوق صـ۲۴۳)

(۸) فضیلت امام جعفر صادقؑ بزبانِ عمرو بن عبید بصری

حضرت ابوجعفر محمدؑ بن علیؑ الرضاؑ نے اپنے پدرِ بزرگوار سے، انھوں نے اُن کے جد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عمرو بن عبید بصری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور سلام کر کے بیٹھ گیا اور اِس آیت کی تلاوت کی "اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ (سورۃ النجم آیت ۳۲) اور گناہانِ کبیرہ کے متعلق دریافت کیا۔

آپ نے اُس کو جواب دیا پھر عمرو بن عبید آپ کی بارگاہ سے داڑھیں مار مار کر روتا ہوا نکلا، اور یہ کہتا جاتا تھا کہ خدا کی قسم وہ شخص ہلاک ہوا جس نے اپنی رائے سے تفسیر کی اور علم و فضل میں آپ حضرات سے بحث و تمحیص یا تفاخر کرے۔

(عیون الاخبار الرضا جلد ۱ صـ۲۸۵)

• ــــ سفیان بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفرؑ بن محمدؑ صادق کو فرماتے ہوئے سنا اور خدا کی قسم جیسا کہ آپ کا نام صادق ہے، آپ واقعاً صادق ہیں۔ (معانی الاخبار صـ۳۸۵)

(۹) خیر النّاس

علی بن یقطین کے موذن حفص بن عمر سے روایت ہے، ان کا بیان ہے کہ ہم روایت سنتے آرہے ہیں کہ ۱۴۰ھ میں جو شخص حج کے موقع پر وقوف کرے گا وہ خیر الناس ہوگا۔ اس لیے میں بھی اس سال حج پر گیا، مگر

وہاں دیکھا کہ اسماعیل علی بن عبداللہ بن عباس مقامِ وقوف پر ہیں، یہ دیکھ کر مجھے
دکھ ہوا اس لیے کہ ہم کچھ اور ہی روایت کر رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ حضرت
ابوعبداللہ علیہ السلام وہاں اپنی سواری پر سوار کھڑے تھے۔ یہ دیکھ کر میں پلٹا، تاکہ
اصحاب کو خوشخبری سناؤں۔ میں نے جا کر کہا دیکھو یہ خیر الناس ہیں جن کے متعل
روایت کرتے آئے ہیں۔

غرض جب شام ہوگئی تو اسماعیل نے حضرت ابوعبد علیہ السلام سے کہ
یا ابا عبداللہ ! قرصِ آفتاب ڈوب گیا، اب آپ کا کیا حکم ہے ؟

یہ سُن کر حضرت ابوعبداللہ نے اپنی سواری آگے بڑھائی اور اسماعیل نے
کی سواری کے عقب میں اپنی سواری لگائی۔ ابھی تھوڑی دور چلے تھے کہ حضرت ابوعب
علیہ السلام اپنی سواری سے گر پڑے، یہ دیکھ کر اسماعیل نے توقف کیا تاکہ آپ سوار ہو
حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنا سر بلند کر کے فرمایا کہ جب امام جائے وقوف
روانہ ہو جائے تو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ سوائے مزدلفہ کے، درمیان میں ٹھہرے، تو
آہستہ آہستہ چلا یہاں تک کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام اپنی سواری پر سوار ہو کر ا
ملحق ہو گئے۔ (قرب الاسناد ص ۹۸) کافی جلد ۴ ص ۱۴۷

(۱۰) مالک بن انس فقیہ کا بیان

مالک بن انس فقیہ کا بیان ہے کہ
قسم زہد، فضل، عبادت اور ورع میں میری آنکھ نے حضرت جعفر ابن محمد سے افضل کسی کو
دیکھا۔ جب میں آپ کے پاس جاتا ہوں تو آپ میرا بڑا اکرام کرتے ہیں۔ ایک دن میں
آپ سے دریافت کیا:

فرزندِ رسولؐ ! وہ شخص جو ماہِ رجب میں ایک دن ایمان و احتساب کے
روزہ رکھے اُس کو کیا ثواب ملے گا ؟

آپؑ نے فرمایا کہ میرے پدرِ بزرگوار نے اپنے پدرِ عالیقدر سے اور انھو
اپنے جدِ نامدار سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
ماہِ رجب میں ایمان و احتساب کے ساتھ ایک روزہ رکھے گا وہ بخش دیا جائے گا۔

میں نے عرض کیا، فرزندِ رسول ! اور جو شخص ماہِ شعبان میں ایک دن روزہ رکھ
فرمایا میرے پدرِ بزرگوار نے اپنے والدِ گرامی سے اور انھوں نے اپنے جدِ نامد

ی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص ماہِ شعبان
یک روزہ رکھے گا، وہ بھی بخش دیا جائے گا۔ (امالی شیخ صدوق ص ۵۴۲)

(۱۱) فقراء و مساکین کے ساتھ سلوک

معلیٰ بن خنیس سے روایت ہے۔
اُس کا بیان ہے کہ ایک شب حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام اپنے گھر سے نکلے، پانی برس رہا تھا،
آپؑ کا رُخ بنی ساعدہ کے سائبان کی طرف تھا۔ میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا۔ اتنے میں آپؑ کی کوئی
چیز نیچے گر گئی۔ آپ نے بسم اللہ پڑھ کر عرض کیا۔ پروردگارا ! جو چیز گری ہے وہ مجھ تک پلٹا دے
اتنے میں، میں نے بڑھ کر سلام عرض کیا۔ آپ نے جوابِ سلام کے بعد فرمایا، کون ؟ تم معلیٰ ہو ؟

میں نے عرض کیا، جی ہاں، میں آپ پر قربان۔

آپؑ نے فرمایا، اپنے ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھو، جو چیز تمھیں ملے، وہ مجھے لا کر دو۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ٹٹول کر دیکھا تو چند روٹیاں بکھری ہوئی ملیں۔
چنانچہ ایک ایک کر کے جو ملتی رہی میں آپ کو دیتا رہا۔ یہاں تک کہ روٹیوں سے بھرا ہوا ایک تھیلا
ملا۔ میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، کیا یہ سب اُٹھا کر لے چلوں ؟

آپؑ نے فرمایا، نہیں، تم سے زیادہ اس کا حق مجھے پہونچتا ہے۔ مگر تم بھی میرے
ساتھ چلو۔

جب ہم بنی ساعدہ کے سائبان میں پہونچے تو دیکھا کہ کچھ لوگ وہاں سو رہے ہیں۔
آپ ایک ایک، دو، دو روٹیاں ہر ایک کے کپڑے کے اندر چھپا کر رکھنے لگے، یہاں تک کہ آخری شخص
تک پہونچ گئے۔ اس کے بعد ہم واپس ہوئے۔ میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، کیا یہ لوگ
حق کو پہچانتے ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا، اگر یہ لوگ حق کو پہچانتے تو میں اِن روٹیوں کے ساتھ نمک بھی
انھیں دیتا۔ (ثواب الاعمال ص ۱۲۹)

• ــــ کافی میں محمد بن خالد سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ (کافی جلد ۴ ص ۸)

حضرت خضرؑ نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت
باقر علیہ السلام حج میں تھے۔ آپ کے ساتھ آپ کے فرزند حضرت جعفر صادق بھی تھے

اسی اثنا میں ایک شخص نے آکر سلام کیا، سامنے بیٹھ گیا اور بولا۔

میں آپؑ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا، جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو، وہ میرے اِس فرزند سے پوچھ لو

اُس نے کہا، یہ بتائیے کہ ایک شخص ایک گناہِ عظیم کا مرتکب ہوا ہے۔

حضرت جعفرؑ صادق علیہ السلام نے کہا، کیا اُس نے کسی دن ماہِ رمضان میں روزہ توڑ دیا تھا ؟

اُس نے کہا نہیں، بلکہ اس سے بھی عظیم گناہ۔

آپؑ نے فرمایا، کیا اس نے ماہِ رمضان میں زنا کیا ہے ؟

اُس نے کہا، نہیں، اس سے بھی عظیم گناہ۔

آپؑ نے فرمایا، کیا اُس نے کسی شخص کو قتل کر دیا ہے ؟

اُس نے کہا، نہیں اس سے بھی عظیم۔

آپؑ نے فرمایا، اچھا، اگر وہ شیعانِ علیؑ میں سے ہے تو اُس کو چاہیے ک[ہ] میں جائے اور حلف سے کہے، بارِ الٰہا ! میں دوبارہ یہ گناہ نہ کروں گا، اور اگر وہ [ش] علیؑ میں سے نہیں ہے تو پھر اس کو اس کی ضرورت نہیں۔

اُس نے کہا، اے فرزندِ فاطمہؑ ! اللہ آپ پر رحم کرے میں نے رسول اللہ [صلی اللہ] علیہ وآلہٖ وسلم سے بھی یہی سُنا تھا۔

اِس کے بعد وہ شخص چلا گیا تو حضرت محمد باقر علیہ السلام اپنے فرزند جعفر[ؑ] کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، بیٹا ! تم نے اس سائل کو پہچان لیا ہوگا، یہی خضرؑ [تھے] نے چاہا کہ تمہارا ان سے تعارف اسی طرح کرا دوں۔ (الخرائج والجرائح)

(۱۳) بازار میں سجدۂ شکر

معاویہ بن وہب کا بیان ہے کہ میں ای[ک] مدینۂ منورہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ آپؑ اپنی سواری [پر] جب بازار کے قریب پہونچے تو آپؑ نے سواری سے اُتر کر ایک طرف کو ایک سجدۂ طو[یل] جب آپؑ فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، آپؑ نے سواری سے اُتر کر [یہ] کیا؟ آپؑ نے فرمایا، ہاں مجھے اللہ کی ایک نعمت جو اُس نے مجھے عطا فرمائی ہے وہ [یاد آئی]

میں نے عرض کیا، مگر یہ بازار کے قریب جہاں لوگوں کی آمد و رفت

آپؑ نے فرمایا، مگر مجھے کسی نے نہیں دیکھا۔ (بصائر الدرجات جلد ۱۰ باب ۱۵، ص ۱۴۵)

(۱۴) ایک خواب کی تعبیر

ابو عمارہ المعروف بہ ظلیان سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں ایک نیزہ دیکھا۔

آپؑ نے فرمایا، اُس کے نچلے حصہ پر لوہے کا قبضہ تھا یا نہیں ؟

میں نے عرض کیا، نہیں۔

آپؑ نے فرمایا، اگر قبضہ ہوتا تو تیرے یہاں لڑکا پیدا ہوتا، مگر اب لڑکی پیدا ہوگی

پھر ذرا دیر ٹھہرے اور پوچھا، کچھ یاد ہے، اس میں کتنی گرہیں تھیں ؟

میں نے کہا، بارہ عدد گرہیں تھیں۔

آپؑ نے فرمایا، اس لڑکی کے بارہ لڑکیاں پیدا ہوں گی۔

محمد بن یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے یہ روایت عباس بن ولید سے بیان کی۔ تو اُس نے کہا، میں اُن بارہ لڑکیوں میں سے ایک کا بیٹا ہوں، گیارہ خالائیں ہیں۔ ابو عمارہ میرے نانا تھے۔

(الخرائج والجرائح)

(۱۵) مہمان نوازی

ابنِ بکیر نے آپؑ کے بعض اصحاب سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کبھی ہمیں گھی میں ڈوبی ہوئی گول گول روٹیاں اور مختلف قسم کے حلوے کھلایا کرتے تھے اور کبھی صرف سادی روٹی اور روغنِ زیتون۔

آپؑ سے کہا گیا کہ ایسی تدبیر کیجیے کہ غذا میں اعتدال قائم ہو۔

آپؑ نے فرمایا، ہماری تو تمام تر تدابیر اللہ ہی کرتا ہے۔ جب وہ کشادگی دیتا ہے تو ہم بھی کشادگی کام لیتے ہیں اور جب وہ تنگی پسند فرماتا ہے تو ہم بھی تنگی اختیار کر لیتے ہیں

(المحاسن ص ۴۰۲)

— کافی میں ابنِ فضال سے بھی اسی طرح کی روایت ہے۔ (کافی جلد ۲، ص ۲۷۹)

— صاحب کتاب حلیۃ الاولیاء نے آپؑ کو ان القاب کے ساتھ یاد کیا ہے۔

"الامام الناطق، ذوالزمام السابق ابوعبداللہ جعفر بن محمدُ الصادق" اور اپنے اس
کے ساتھ ابوالہیاج بن بسطام سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر بن محمدؑ علیہ السلام لو
اتنا کھلاتے تھے کہ خود اُن کے اپنے اہل وعیال کے لیے کچھ نہ بچتا تھا۔

(حلیۃ الاولیاء، جلد ۳ ص

(۱۶) روزمرہ کی غذا

عبدالاعلیٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جع
علیہ السلام کے ساتھ مرغِ مسلّم جس میں تمر و زیت بھرا ہوا تھا کھایا۔
امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، یہ فاطمہ کے لیے کسی نے تحفۃً بھیجا
اِس کے بعد فرمایا اے کنیز! روزمرہ کا کھانا لاؤ۔ تو وہ ثرید اور سرکہ وزیت لائی۔

(المحاسن ص)

(۱۷) احباب کو تحفہ

یونس بن یعقوب کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر
علیہ السلام نے ایک مرتبہ میرے پاس عمدہ اور موٹی کھجوروں کا ایک پورا بورا بھیج دیا۔ میں
عرض کیا، اتنی کھجوروں کا میں کیا کروں گا؟
آپ نے فرمایا، خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ (المحاسن

(۱۸) پوشیدہ طور پر سلوک

ابوجعفر خثعمی کا بیان ہے کہ حضرت امام جع
علیہ السلام نے مجھے ایک تھیلی دی اور کہا کہ اسے بنی ہاشم میں سے فلاں شخص کو دے
اسے یہ پتہ نہ چلے کہ میں نے تم کو یہ دیا ہے۔
راوی کا بیان ہے کہ میں اس کو دینے گیا تو اس نے کہا اللہ اس بھیجنے والے کو
خیر دے وہ ہمیشہ ہمیں اسی طرح برابر بھیجتا رہتا ہے جس سے ہمارا خرچ چلتا ہے مگر دیکھو
بن محمدؐ کے پاس مالِ کثیر ہے پھر بھی وہ میرے ساتھ ایک درہم کا سلوک نہیں کر

(۱۹) آلِ محمدؐ کی بخششیں

کتاب الفنون میں مرقوم ہے کہ مدینۂ منورہ میں
حاجی سو گیا اور اسے یہ وہم ہوا کہ میرے رقم کی تھیلی چوری ہوگئی۔ وہ اُٹھا تو دیکھ

امام جعفر صادق علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں۔ وہ انھیں پہچانتا نہ تھا اس نے اُن ہی کو
لیا اور کہا، تم نے میری رقم کی تھیلی لی ہے۔
آپ نے پوچھا، اُس میں کتنی رقم تھی؟
اُس نے کہا، ایک ہزار دینار
آپ اُس کو اپنے بیت الشرف پر لے گئے اور ایک ہزار دینار اُسے گن کر دیدیے۔
وہ شخص دینار لیکر اپنے گھر پہونچا تو دیکھا کہ اُسکی رقم کی تھیلی گھر میں رکھی ہوئی ہے۔ اب وہ اس رقم
کو لیکر خدمتِ امام علیہ السلام میں پہونچا اور معذرت خواہ ہوا اور وہ رقم واپس دینے لگا لیکن
آپ نے لینے سے انکار کیا اور فرمایا کہ جو چیز ہم آلِ محمدؐ کسی کو بخش دیتے ہیں پھر واپس نہیں لیتے
چنانچہ اُس شخص پر آپ کی اس عطا و بخشش کا بڑا اثر ہوا اور اس نے کسی سے
دریافت کیا کہ یہ کون صاحبِ جود و کرم ہیں؟
اُس نے اِس شخص کو بتایا کہ یہ امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔
اس شخص نے کہا، یہ کام واقعاً خاندانِ رسالت و امامت کے علاوہ کوئی اور
نہیں انجام دے سکتا۔

* ایک مرتبہ اشجع سلمی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو دیکھا
کہ آپ علیل ہیں، لہٰذا مزاج پرسی کرنے لگا۔
آپ نے فرمایا کہ کوئی ضرورت ہو تو بیان کرو۔
یہ سن کر وہ آپ کی صحت کے لیے دعائیں مانگنے لگا۔
امام علیہ السلام نے اپنے غلام سے دریافت فرمایا کہ تمھارے پاس کتنی رقم ہے؟
اُس نے کہا چار سو
آپ نے فرمایا اشجع کو دیدو۔

* عروس نرماشیری میں مرقوم ہے کہ ایک سائل نے آپ سے اپنی حاجت بیان کی،
آپ نے اُس کی مدد فرمائی، وہ آپ کا شکر گزار ہوا۔ تو آپ نے فرمایا" اگر تم پریشاں حالی
میں ہو تو کسی نو دولتیے (جو خاندانی مالدار نہ ہو) سے کبھی مت سوال کرنا۔ کیونکہ وہ مال دیتے
وقت منھ بنائے گا اور تمھاری بے عزتی کرے گا تب کچھ دے گا) بلکہ سخی و کریم، بلند حوصلہ خاندانی
شریف سے سوال کرو اور سخاوت جس کو وراثت میں ملی ہو اس سے اپنی حاجت بیان کرو کیونکہ
وہ خوش ہو کر عطا کرے گا۔

(۲۰) خداترسی

"کتاب الروضہ میں ہے کہ ایک مرتبہ سفیانِ ثوری حضـ
امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا، دیکھا کہ آپؑ کا چہرۂ انور متغیر ہے۔
اُس نے عرض کیا، کیا بات ہے ؟
آپؑ نے فرمایا، میں نے اپنے گھر والوں کو مکان کی چھت پر چڑھنے کے
کیا ہوا ہے۔ مگر ابھی ابھی جب میں گھر میں گیا تو ایک کنیز میرے بچے کو گود میں لیے ہوئے
چڑھ رہی تھی جب اُس نے مجھے دیکھا تو کانپنے لگی اور اس کی گود سے بچہ زمین پر گر کر مر گیا
میرا چہرہ اس بات پر متغیر ہے کہ میرا رُعب اور خوف اتنا اس کے دل پر کیوں بیٹھ گیا۔
آپؑ نے اُس کنیز سے فرمایا کہ یہ تیرا قصور نہیں ہے جا میں نے تجھے راہِ خدا
آزاد کیا۔

(۲۱) کلام الامام

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے دو اشعار
"تم اللہ کی نافرمانی کرتے ہو اور بظاہر اُس کی محبت کا دم بھی بھرتے ہو، یہ تو بڑے تعجـ
بات ہے۔ سنو! اگر تمہارے دل میں اللہ کی سچی محبت ہوتی تو تم اس کی اطاعت کرتے، اُ
کہنے پر چلتے، اس لیے کہ ایک محبت کرنے والا اپنے محبوب کی بات مانتا بھی ہے اور اُس کے
پر چلتا ہے (کبھی بھی اُس مخالفت نہیں کرتا)۔"
• ــــ یہ اشعار بھی آپؑ ہی سے منسوب ہیں۔ (ترجمہ ملاحظہ ہو)
"حجتوں اور دلیلوں کے نشان بالکل واضح اور روشن ہیں، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ
دل اندھے ہیں، انھیں نظر نہیں آتا۔ تعجب اس امر کا ہے کہ نجات بالکل سامنے موجود
بھی ہلاک ہونے والے ہلاک ہو رہے ہیں۔"
• ــــ تفسیرِ ثعلبی میں اصمعی کے حوالے سے آپؑ کے دو اشعار مرقوم ہیں جن کا ترجمہ ملا
"ہم اپنے نفسِ نفیس کی قیمت پروردگار سے لیتے ہیں۔ اس لیے کہ ساری مخلوق میں
کی قیمت کوئی ادا نہیں کرسکتا۔ اگر ہم اس کو فروخت کریں تو اس کے عوض جنت خرید سکتے
اور اگر اس کے علاوہ کسی شے کے عوض فروخت کیا تو اس میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے کیونکہ اگر
کے عوض ہم نے اپنا نفس فروخت کر دیا تو نفس بھی گیا اور چند روز میں اس کی قیمت یعنی دنیا بھی چلی جا

• ــــ سفیان ثوری نے آپؑ کے ان اشعار کی روایت کی ہے جن کا ترجمہ پیشِ نظر ہے۔
"نہ فارغ البالی سے ہم خوش ہوتے ہیں، نہ تنگ حالی سے رنجیدہ۔ اگر زمانہ ہمیں خوشی دیتا ہے تو
ہم آپے سے باہر نہیں ہوتے، اگر رنج پہونچاتا ہے تو خاطر برداشتہ ہو کر اظہارِ غم نہیں کرتے۔"
"ہم لوگ ستاروں کے مانند ہیں۔ ایک ستارہ غروب ہو جائے تو دوسرا طلوع ہو جاتا ہے۔"
• ــــ یہ اشعار بھی آپؑ ہی سے منسوب ہیں (جن کا ترجمہ مندرجۂ ذیل ہے)
"اے انسان! دنیا میں جو کچھ کرنا ہے کر لے، اس لیے کہ تو مرنے والا ہے۔ گویا یوں سمجھ لے
کہ جو کچھ تھا یا ہے وہ نہیں رہے گا، اور جو کچھ نہیں ہوا ہے اور ہونے والا ہے وہ ہو جائے گا۔"
• ــــ مندرجۂ ذیل اشعار بھی آپؑ سے مروی ہیں جن کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔
دراصل ہم (آلِ محمدؐ) ستارے تھے جن سے روشنی حاصل کی جاتی تھی اور آج ہم تمام عالم
کے لیے دلیل ہیں۔
"ہم وہ سمندر ہیں کہ اگر تم میں سے کوئی غوطہ خوری سے اس میں سے قیمتی موتی، یاقوت اور
مرجان نکال سکتا ہے۔ ہم لوگ مقامِ قدس اور فردوس کے مالک اور اس کے خزینہ دار ہیں۔"
"جس نے ہمارا دامن چھوڑا اس کی جگہ برہوت ہے جو ہمارے دامن سے وابستہ رہا اُس کے
لیے جنت ہے۔" (مناقب جلد ۳ صفحہ ۳۹۶)

(۲۲) اوصافِ امامؑ

آپؑ کے مندرجۂ ذیل اوصاف بیان کیے گئے ہیں :
امامِ صادق، علمِ ناطق، برائیوں کا دروازہ بند کرنے والے، نیکیوں کا دروازہ کھولنے والے،
نہ آپؑ کسی کی عیب جوئی کرتے، نہ کبھی کسی کو گالی دیتے۔ نہ کبھی ہنگامہ آرائی کرتے، نہ آپؑ
طماع تھے نہ فریب کار، نہ چغل خور تھے، نہ کسی کی مذمت کرنے والے، نہ بہت زیادہ کھانے
والے تھے، نہ جلد باز، نہ ملول رہنے والے تھے نہ بہت باتیں کرنے والے، نہ فضول گفتگو کرنے والے
تھے، نہ بکواس کرنے والے، نہ کسی پر طعن کرنے والے تھے، نہ کسی پر لعن کرنے والے۔ نہ کسی کی تشنیع
کرنے والے تھے، نہ کسی کی بدگوئی کرنے والے، اور نہ ذخیرہ اندوزی کرنے والے تھے۔

(۲۳) ہم جملہ انبیاءؑ کے وارث ہیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے
ارشاد فرمایا کہ: میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار ہے۔ میرے پاس آنحضرتؐ

(۱) آپ کی سیرت فقیہ مدینہ مالک بن انس کی نظر میں

محمد بن زیاد یزدی کا بیان ہے کہ میں نے فقیہِ مدینہ مالک بن انس کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں برابر امام صادق جعفر بن محمدؑ کے پاس جایا کرتا تھا؛ وہ میری قدر کرتے اور اپنا تکیہ میری طرف بڑھا دیتے اور فرماتے 'اے مالک! مجھے تم سے محبت ہے۔

یہ سن کر میں بہت خوش ہوتا اور اللہ کا شکر ادا کرتا۔

مالک کا بیان ہے کہ: "حضرت امام صادق جعفر بن محمدؑ کی ذات وہ تھی کہ میں نے انھیں تین حالتوں میں سے کسی ایک حالت میں ضرور پایا۔" یا وہ روزہ دار ہوتے' یا نماز کے لیے کھڑے ہوتے' یا ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوتے۔" ان کا شمار ان بڑے بڑے عابدوں اور زاہدوں میں ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے ہیں۔

آپ بہت خوش گفتار، شیریں زبان، پُرلطف اور کثیر الفوائد شخص تھے۔ جب آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان فرماتے تو کبھی آپ کا چہرہ شگفتہ و شاداب ہو جاتا اور کبھی ایسا زرد پڑ جاتا کہ آپ پہچانے بھی نہ جا سکتے تھے۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ میں ان کے ساتھ حج کے لیے گیا۔ جب آپ احرام باندھنے کی جگہ سے اپنی سواری پر سوار ہو کر چلے تو جب بھی لبیک کہنے کا ارادہ کرتے' آپ کی آواز گلوگیر ہو جاتی اور آپ اپنی سواری سے گرتے گرتے بچتے۔ میں نے عرض کیا فرزندِ رسولؐ! لبیک کہیے یہ کہنا آپ کے لیے ضروری ہے۔

آپ نے فرمایا' اے ابن عامر! میں لبیک اللّٰھم لبیک کہنے کی کیسے جسارت کروں، ڈرتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ جواب نہ مل جائے کہ لا لبیک ولا سعدیک

(خصال ص ۶۷، علل الشرائع ص ۲۳۴، امالی شیخ صدوق ص ۱۲۹

مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ ص ۳۹۵)

• ــــ کتاب الروضہ میں بھی یہی حدیث مذکور ہے۔

(۲) آپ کا لباس

علی بن یقطین کے موذن حفص بن محمد کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام صادق جعفر بن محمدؑ کو خز کا سنہری جُبّہ پہنے ہوئے دیکھا۔

(قرب الاسناد ص ۱۱)

• ــــ کتاب کافی میں محمد بن عیسیٰ سے بھی یہی روایت مرقوم ہے۔ (کافی جلد ۶ ص ۴۵۲)

(۳) اصحابِ پدر کیلئے طلبِ مغفرت

ابن رئاب سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو بحالتِ سجدہ یہ کہتے ہوئے سُنا کہ پروردگارا! میرے پدرِ بزرگوار کے اصحاب کو بخش دے۔ میں جانتا ہوں کہ ان میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو میری منقصت کرتے ہیں۔ (قرب الاسناد ص ۱۰۱)

(۴) پیری میں ترکِ مسواک

حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادقؑ کے غلام مسلم کا بیان ہے کہ وفات سے دو سال پہلے امام جعفر صادق علیہ السلام نے مسواک کا استعمال ترک کر دیا تھا' اس لیے کہ آپؑ کے دانت کمزور ہو چکے تھے۔ (علل الشرائع ص ۲۹۵)

(۵) اسماعیل بن جعفرؑ کی موت

ابو محمد نے اپنے آباء سے اور انھوں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو آپؑ کی اولادِ اکبر اسماعیل بن جعفرؑ کی خبرِ مرگ اس وقت سُنائی گئی جب آپ طعام نوش فرمانے کا ارادہ رکھتے تھے اور آپؑ کے مصاحبین جمع تھے۔ اس خبر کو سُن کر آپؑ تبسم فرمایا اور کہا دسترخوان لگاؤ۔ پھر آپ دسترخوان پر مع مصاحبین بیٹھ گئے اور جتنا روزانہ نوش فرماتے تھے اس سے کچھ زیادہ ہی تناول فرمایا' بلکہ اپنے مصاحبین کے سامنے کھانا بڑھاتے اور انھیں مزید کھانے کے لیے اصرار فرماتے جاتے تھے۔ لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ بڑے بیٹے کے غم کا کوئی اثر ان پر نہیں ہے۔

جب آپ کھانے سے فارغ ہو چکے تو کسی نے عرض کیا، فرزندِ رسولؐ! بڑا تعجب ہے

(۱) ═ اِستجابتِ دُعا

محمد بن عیسیٰ نے بکر بن محمد ازدی سے روایت

ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ہم مکہ کے سفر پر تھے جب مقام ربذہ میں پہونچے تو میرے ایک

کو جنون لاحق ہو گیا۔ جب ہم حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کے پاس پہونچے تو ہم نے

ہے اس کا تذکرہ کیا اور اُس کے لیے دُعا کی التجا کی۔ آپؑ نے دعا فرمائی۔

بکر بن محمد کا بیان ہے جس وقت اُس کو جنون لاحق ہوا ہم نے اُسے

اور اب جبکہ اُس کو افاقہ ہو گیا جب بھی اُسے دیکھا۔ (وہ بالکل صحت مند تھا) (قریب

(نوٹ) ربذہ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک قریہ ہے جو حجاز جاتے ہوئے

کے قریب پڑتا ہے۔ یہیں پر صحابیٔ رسول حضرت ابوذرؓ کی قبر ہے جن کو

عثمان نے مدینہ بدر کرکے وہاں بھیج دیا تھا اور آپ نے وہیں انتقال فر

بالکل بنجر اور ناقابلِ کاشت علاقہ تھا یہاں کوئی آبادی نہ تھی۔ بعد میں

حضرت ابوذرؓ کی قبر کے آس پاس آباد ہو گئے۔ اور پھر ۳۱۹ھ تک یہ

آباد رہا مگر جب قرامطہ نے خروج کیا، تو جس طرح انھوں نے دوسر

مٹایا اسی طرح اسے بھی اُجاڑ دیا۔

سدیر صیرفی کا بیان ہے کہ حضرت ابو عبد اللہ کی خدمت میں ایک

حاضر ہو کر کہا۔ مولا! میں آپ پر قربان، میرے ماں باپ بلکہ میرا پورا خاندان آپ

اہلبیت) سے تولا اور دوستی کا دم بھرتا ہے۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا، تو سچ کہتی ہے۔ مگر یہ بتا، تو چاہتی کیا ہے

اُس عورت نے عرض کیا، میرے بازو میں ایک زخم ہو گیا ہے۔ دعا فرما

تعالےٰ اسے اچھا کر دے۔

آپؑ نے دُعا فرمائی کہ پروردگارا! تو گونگے اور برص تک کو اچھ

ہے۔ تو بوسیدہ ہڈیوں میں بھی دوبارہ جان ڈال دیتا ہے تو اس کے مرض کو دفع فر

اور عافیت کا لباس اِس طرح پہنا دے کہ وہ میری دعا کے اثر کو دیکھ لے۔ ابن عو

مختصر بالکل بھلا چنگا ہو گیا تھا۔ (امالی شیخ طوسیؒ ص۲۵۹)

(۲) ═ میرے جد نے اِس سے زیادہ دیا ہوتا تو میں بھی دے دیتا

راوی کہتا ہے کہ میں نے ابی سدیر کو بیان کرتے ہوئے سُنا کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ کے سامنے ایک طبق رکھا ہوا ہے جو ایک رومال سے ڈھکا ہوا ہے۔ میں نے قریب جا کر آنحضرتؐ کو سلام کیا۔ آپؐ نے جوابِ سلام دیا۔ پھر آپؐ نے طبق کے اوپر سے رومال اُٹھایا، دیکھا کہ اس میں رُطب ہیں۔ آپؐ نے تناول فرمانا شروع کیا۔ میں نے آپؐ کے قریب پہونچ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ ایک رطب مجھے بھی عنایت ہو۔ آپؐ نے اس میں سے ایک رطب عنایت فرمایا۔ میں نے اسے کھایا اور اس کے بعد پھر عرض کیا، یا رسول اللہ! ایک رطب اور عنایت فرمادیں۔ آپؐ نے ایک رطب اور عنایت فرما دیا۔ میں نے اس کو بھی کھا لیا اور اسی طرح ایک ایک کرکے آپؐ نے مجھے آٹھ رطب دیے اور میں نے کھا لیے۔ میں نے مزید مانگا، تو آپؐ نے فرمایا، بس اتنا ہی تیرے لیے کافی ہے۔ یہ دیکھ کر میری آنکھ کھل گئی۔

دوسرے دن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؑ کے سامنے ایک طبق رومال سے ڈھکا ہوا رکھا ہے اور بالکل ویسا ہی جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے سامنے میں نے رکھا ہوا دیکھا تھا۔

میں نے بڑھ کر آپؑ کو سلام کیا۔ آپؑ نے جوابِ سلام دیا اور طبق سے رومال ہٹایا تو اس میں رطب تھے آپؑ اسے تناول فرمانے لگے۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑا تعجب ہوا، اور عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، ایک رُطب مجھے عنایت فرما دیجیے۔ آپؑ نے ایک رطب عطا فرمایا۔ میں نے اسے کھا لیا۔ پھر عرض کیا، ایک رطب اور عطا فرما دیجیے۔ آپؑ نے ایک رطب اور عنایت فرما دیا۔ اسی طرح ایک ایک کرکے میں نے آٹھ رطب آپؑ سے لے لیے۔ اس کے بعد پھر عرض کیا کہ ایک رطب اور عنایت فرما دیجیے آپؑ نے فرمایا، "اگر میرے جد نے اس سے زائد دیا ہوتا تو میں بھی دے دیتا"۔

اب میں نے اپنا خواب آپؑ سے بیان کیا، تو آپؑ اسی طرح مسکراتے رہے جیسے یہ سب کچھ آپؑ کو پہلے ہی سے معلوم تھا۔ (امالی شیخ طوسیؒ ص۳)

═ ہر پنجشنبہ کو شیعوں کے اعمال نامے امامؑ کے سامنے پیش ہوتے ہیں

ابن کثیر رقی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت امام ابو عبد اللہؑ

(۱۴) — ابوبصیر کا ایک شامی سے وعدۂ جنت

ابوبصیر سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک مردِ شامی ہمارے پاس آیا۔ میں نے اُس کو حضرت جعفرؑ بن محمدؑ کی امامت کی طرف دعوت دی۔ اُس نے دعوت قبول کر لی۔ پھر میں اس مردِ شامی کے پاس اُس وقت گیا۔ جب وہ سکرات کے عالم میں تھا۔

اُس نے مجھ سے کہا، اے ابوبصیر! تم نے جو کہا میں نے قبول کیا، مگر اب میرے لیے جنّت کا کیا ہوگا؟

میں نے کہا، گھبراتا کیوں ہے، میں حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف سے تیرے لیے جنّت کا ضامن ہوتا ہوں۔ اس کے بعد اُس کا انتقال ہوگیا۔ پھر میں ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپؑ نے بغیر میرے کچھ کہے ہوئے از خود فرمایا، تم نے جس آدمی سے جنّت کا وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پورا کر دیا۔ (بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۷)

(۱۵) — اعجازِ دُعا

سلیمان بن خالد نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ آپؑ کے ہمراہ ابوعبداللہ بلخی بھی تھا۔ جب آپؑ ایک ایسے کھجور کے درخت کے پاس پہنچے جس پر پھل وغیرہ کچھ نہ تھے۔ آپؑ نے اُس کو مخاطب کر کے فرمایا، اے اپنے ربّ کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے والے کھجور کے درخت! اللہ نے تجھے جو کچھ عطا فرمایا ہے اُس میں سے کچھ ہمیں کھلا دے۔

راوی کا بیان ہے کہ آپؑ کے یہ فرماتے ہی اُس درخت سے مختلف رنگ کے خرمے گرنے لگے اور ہم لوگوں نے خوب شکم سیر ہو کر کھائے۔

بلخی نے یہ دیکھ کر کہا، مولا! میں آپؑ پر قربان حضرت مریمؑ کی طرح یہ بات اللہ نے آپؑ حضرات کے لیے بھی پسند فرمائی ہے۔ (بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۳ صفحہ ۶۹)

• کتاب مناقب میں بھی سلیمان سے یہی روایت مرقوم ہے۔

(مناقب جلد ۳ صفحہ ۳۶۶)

(۱۶) — علم الاخبار

داؤد ابن کثیر رقی کا بیان ہے کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص حج پر گیا، واپسی پر حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، مولا! آپؑ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، میری زوجہ کا انتقال ہوگیا اور اب میں تنہا رہ گیا۔

آپؑ نے فرمایا، کیا تم اُس سے محبت کرتے تھے؟

اُس نے کہا، جی ہاں، میں آپؑ پر قربان۔

آپؑ نے فرمایا، اچھا اپنے گھر واپس جاؤ، وہ بھی عنقریب پلٹ آئے گی۔ اور جب تم پہنچو گے تو وہ کھانا کھا رہی ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں اپنے گھر پہنچا اور داخلِ خانہ ہوا تو دیکھا کہ وہ واقعاً بیٹھی ہوئی کھانا کھا رہی ہے۔ (بصائر الدرجات جلد ۷ باب ۲ صفحہ ۴۶)

• مناقب میں بصائر الدرجات کے حوالہ سے داؤد کی یہی روایت مرقوم ہے اور آخر میں یہ ہے کہ اُس کی زوجہ کے سامنے ایک طبق رکھا ہوا تھا جس میں کھجور اور منقّی تھا۔

(مناقب جلد ۳ صفحہ ۳۶۵)

• محمد بن احمد سے روایت ہے کہ کچھ لوگ اہلِ خراسان کے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؑ نے بغیر کسی کے سوال کیے ہوئے ارشاد فرمایا "جو شخص غصب اور چوری سے مال جمع کرے گا، اللہ تعالیٰ اس مال کو مہالک کے ذریعے سے برباد کر دے گا۔"

لوگوں نے کہا، ہم آپؑ کی بات نہیں سمجھے۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا، ایک ہوا آئے گی اور سب کو اُڑا کر لے جائے گی۔

• کتاب نوادر الحکمۃ میں احمد بن قابوس کے باپ سے یہی روایت مرقوم ہے۔

(۱۷) — زید کو موت کی خبر

ابواسامہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مجھ سے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے دریافت فرمایا، اے زید! تمہارا سن کیا ہوگا؟

میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، اِس وقت میرا سن یہ ہے۔

آپؑ نے فرمایا، اے ابواسامہ! جو کچھ عبادت کرنی ہے کر لو اور از سرِ نو توبہ بھی کر لو۔

... فرمایا روتے کیوں ہو ؟

میں نے عرض کیا، آپ نے تو مجھے میرے مرنے کی خبر دیدی۔

آپ نے فرمایا اے زید! خوش ہو جاؤ کہ تمھارا شمار شیعوں میں ہے اور تمھارا ...

(بصائر الدرجات جلد ۶ باب صـ۴۳)

جنت میں ہے۔

(۱۸) مفضل کی خبرِ مرگ

خالد بن نجیح سے روایت ہے کہ ہمارے ...
اصحاب میں سے کچھ لوگ کوفے سے آئے۔ انھوں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ ...
سے بیان کیا کہ مفضل بہت بیمار ہیں آپ ان کے لیے دعا فرمائیں۔

آپ نے فرمایا، انھیں راحت مل گئی۔

یہ بات آپ نے مفضل کے مرنے کے تین دن بعد فرمائی تھی۔

(بصائر الدرجات جلد ۶ باب صـ۴۳)

(۱۹) ابوحمزہ کی موت کی خبر

ابوبصیر سے روایت ہے۔ ان کا ...
ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا، اے ابومحمد! ابوحمزہ کا کیا حا...

میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، انھیں صحیح و تندرست چھوڑ آیا ہو...

آپ نے فرمایا، جب تم جاؤ تو میرا سلام کہنا اور یہ بتا دینا کہ فلاں کی ...
تاریخ تک اپنے سفرِ آخرت (موت) کی تیاری کرلے۔

میں نے عرض کیا، وہ اُنس و محبت والے آدمی ہیں اور آپ کے شیعوں ...

آپ نے فرمایا، ٹھیک کہتے ہو اے ابومحمد! مگر ہمارے پاس اس کے لیے ...
خیر نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، مگر وہ آپ کا شیعہ ہے۔

آپ نے فرمایا، ہاں، بشرطیکہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو، اس پر ہر وقت نگا...
ہو، گناہوں سے بچتا ہو۔ اگر ایسا ہے تو پھر وہ ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہوگا۔

ابوبصیر کا بیان ہے۔ جب میں واپس ہوا تو حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام ...

...ے اور تاریخ کی نشاندہی فرمائی تھی اسی مہینے اور تاریخ پر ابوحمزہ کا انتقال ہوگیا۔

(بصائر الدرجات جلد ۶ باب صـ۴۳)

• مناقب میں ابوبصیر سے یہی روایت ہے۔ (مناقب جلد ۳ صـ۳۴۹)

• کشف الغمہ میں کتاب دلائلِ حمیری کے حوالے سے ابوبصیر سے یہی روایت مرقوم ہے۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صـ۴۲)

(۲۰) نیتوں کا علم

زید شحام سے روایت ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا۔ اے زید! عبادت میں کوشش کرو اور از سرِ نو توبہ کرلو۔

میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے مجھے میری موت کی خبر دے دی۔

آپ نے فرمایا، اے زید! اگرچہ تم میرے شیعوں میں سے ہو لیکن اس کے باوجود تمھارے لیے ہمارے پاس کوئی خیر نہیں۔

میں نے عرض کیا، یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ میں آپ کے شیعوں میں سے ہوں ؟

آپ نے فرمایا، تم میرے شیعوں میں سے ہو، ہمارے پاس صراط، میزان اور ہمارے شیعوں کا حساب کتاب ہے اور یہ بھی ہے کہ ہم تم سے زیادہ تمھارے نفسوں پر مہربان ہیں پھر بھی میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے رفیق کے ساتھ جنت کے اندر اپنے درجہ میں ہوگے۔

(بصائر الدرجات جلد ۶ باب صـ۴۳)

(۲۱) ان میں سے اکثر بندر اور سور ہیں

ابوحمزہ نے ابوبصیر سے روایت کی ہے۔
... ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ مناسکِ حج ادا کیے ... طواف میں میں نے عرض کیا، فرزندِ رسولؐ! میں آپ پر قربان، اللہ تعالیٰ ان تمام بندوں ... دے گا۔

آپ نے فرمایا، اے ابوبصیر تم جس مجمع کو دیکھتے ہو ان میں سے اکثر بندر اور سور ہیں۔

میں نے عرض کیا مجھے بھی دکھائیں۔

(٢٦) = نبطی زبان میں گفتگو

احمد بن محمد بن ابی نصر نے اہلِ جبر بابل
شخص سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ہمارے قریے میں ایک شخص مجھ کو بہت
تھا، کہتا تھا "اے رافضی" پھر بُرا بھلا بھی کہتا تھا۔ اُس کو لوگ گاؤں کا بندر کہتے تھے۔

اُس کا بیان ہے کہ ایک سال میں نے حج کیا اور حضرت ابوعبداللہ علیہ
کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؑ نے بغیر میرے کچھ عرض کیے ہوئے فرمایا" قوفہ مانام

میں نے پوچھا، کب ؟

آپؑ نے فرمایا، ابھی ابھی۔

میں نے وہ دن اور وقت لکھ لیا جب کوفہ آیا تو اپنے ایک بھائی سے
ہوئی، تو اُس سے پوچھا، قریہ میں کون مرگیا ہے، کون زندہ ہے ؟

اُس نے کہا " قوفہ مانامت "یہ نبطی زبان کا لفظ ہے جس کا
" گاؤں کا بندر مرگیا "

میں نے پوچھا کب مرا ؟

اُس نے بتایا کہ فلاں روز فلاں وقت مرگیا تھا۔ اور وہ وہی تاریخ
کی خبر مجھے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے دی تھی۔ (بصائر الدرجات جلد ، باب

(٢٧) = عبرانی زبان

ابوہارون عبدی سے روایت ہے
ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے ایک غلام سے کسی کام کے
جاری تھا ختم کرنے کی ہدایت فرما کر کہا کہ اگر جلد نہ کیا تو گدھے کی مار ماروں گا۔

میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان۔ گدھے کی مار کا کیا مطلب ہے

آپؑ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام ہر جانور کا ایک جوڑا کشتی میں
لگے اور جب گدھے کو اُس کشتی پر سوار کرنا چاہا تو وہ اپنی عادت کے مطابق ہٹ کر
آپ نے کھجور کی ایک شاخ سے اُس کو ضرب لگائی اور کہا " عیسا شاطانا
یعنی : اے شیطان! کشتی میں داخل ہو جا۔

• ن ابراہیم کرخی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوعبداللہ امام
جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپؑ نے مجھ سے دریافت فرمایا، اے ابراہیم!
کرخ میں تم کہاں ٹھہرتے ہو ؟

میں نے عرض کیا وہاں ایک جگہ ہے جس کو شادرواں کہتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا، تم قطفتا کو جانتے ہو ؟ جب جناب امیر المومنین علیہ السلام
اہلِ نہروان سے جہاد کے لیے تشریف لے گئے تو قطفتا میں ٹھہرے، وہاں آپؑ کے پاس
اہلِ بادوریا آئے اور آپؑ سے بھاری مالگذاری کی شکایت نبطی زبان میں کی اور یہ بھی کہا کہ ہمارے
ہی قریب ایک شخص ہے جس کے پاس زمین زیادہ اور مالگذاری بہت کم ہے۔

آپؑ نے اُن سے نبطی زبان ہی میں گفتگو کی۔ " رعرد وظاس عوریا " جس کا مطلب
یہ ہے کہ کبھی کبھی مختصر سا رجز ایک طویل رجز سے کہیں بہتر ہوتا ہے۔

• ن فیض بن مختار نے اپنی ایک طویل حدیث میں بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابوالحسن
موسیٰ علیہ السلام کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ہیں تمہارے امام
جن کے متعلق تم دریافت کر رہے تھے۔ اٹھو ! اور ان کے امامِ برحق ہونے کا اقرار کرو۔

میں نے اُٹھ کر اُن کی پیشانی اور دستِ مبارک کے بوسے لیے اور دعائیں دیں
حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا، لیکن ابھی ان کو اس کا اذن نہیں ملا ہے۔

میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، کیا میں ان کا تذکرہ کسی اور سے بھی
کر سکتا ہوں ؟

آپؑ نے فرمایا، ہاں اپنی زوجہ اپنے بچوں اور اپنے رفقاء سے کر سکتے ہو۔

اُس وقت میرے ساتھ میری زوجہ، میرے بچے اور رفقاء میں سے یونس بن
ظبیان تھے۔ میں نے اُن لوگوں سے تذکرہ کیا تو وہ اس پر شکرِ خدا بجا لائے۔ مگر یونس نے کہا
واللہ میں نہ مانوں گا جب تک اپنے کانوں سے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کو فرماتے
ہوئے نہ سن لوں۔ اس کے پاس گاڑی تھی وہ اس پر سوار ہو کر نکلا اور میں اس کے پیچھے پیچھے
پڑا۔ وہ مجھ سے پہلے پہونچ گیا اور میں بعد میں۔

میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کو اس سے فرماتے ہوئے سنا، اے یونس!
یہ وہی ہے جو فیض نے تم کو بتائی ہے " رزقہ رزقہ " یونس نے کہا بہتر ہے میں نے
اس بات کو تسلیم کیا؟ اور رزقہ نبطی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے ان کے دامن

• ب ن یونس بن ظبیان کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوعبد اللہ امام جعفر صادق ؑ
ہوئے سُنا کہ سب سے پہلا خروج حضرت بن ان کے خلاف مرج دالق میں ہوا
شام میں ہے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ ؑ کے خلاف زان بن ہوا، پھر حضرت امیر الم
علیہ السلام کے خلاف نہروان میں ہوا اور اب خروج مقام دسکرہ میں امام قائم
خلاف ہوگا۔ پھر فرمایا " کیف ما الحی دیبرما کی مالحی " یونس قریۂ دیر
باشندہ تھا۔ آپ نے نبطی زبان میں اس سے کہا دسکرہ تیرے قریۂ دیر ہیرہ کے قر

(۲۸) ═ علم منطق الطیر

ل ابن یسار سے روایت ہے کہ
تھا وہاں کبوتروں کا ایک جوڑا
مرتبہ میں حضرت ابوعبد اللہ علیہ السلام کے
نر اپنی مادہ سے غٹرغوں کر رہا تھا۔
آپ نے فرمایا، معلوم ہے یہ کیا ہے ؟
میں نے کہا، نہیں۔
آپ نے فرمایا، یہ اپنی مادہ سے کہہ رہا ہے کہ اے میری محبوبہ میں اپنے
امام جعفر بن محمدؑ کے بعد دنیا میں سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔
(بصائر الدرجات جلد ۷، باب ۱۴ صـ ۹۸)

اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ

• ب ن عبد اللہ بن فرقد سے روایت تھے جب مقام سرف پر پہونچے
حضرت ابوعبد اللہ علیہ السلام کے ساتھ تھے مکہ
کو آپ کے سامنے آکر بولنے لگا۔ تر کا تجھے علم ہے اس کا مجھے بھی علم
آپ نے فرمایا، مجھ کو مرجانا
اللہ کی طرف سے مجھے تجھ سے زیادہ علم سلم ملا ہے آپ کو کیا بتا رہا تھا۔؟
ہم لوگوں نے دریافت کیا بات میں گر پڑا ہے۔
آپ نے فرمایا، ہاں یہ ایک
(بصائر الدرجات جلد ۷، باب ۱۴ صـ ۹۹)
اسی کے مثل ایک دوسری روایت

• ب ن بصائر الدرجات میں عبد بصائر الدرجات جلد ۷، باب ۱۴ صـ ۹۹)
مناقب جلد ۲ صـ ۳۴۶

• ب ن ابان بیاع زطی کے غلام سالم سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضرت
ابوعبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے باغ میں تھے اور چڑیاں چہچہا رہی تھیں۔
آپ نے فرمایا، جانتے ہو یہ چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں ؟
ہم نے عرض کیا، ہم آپ پر قربان ہیں تو نہیں معلوم کہ کیا کہتی ہیں۔
آپ نے فرمایا، یہ کہتی ہیں کہ پروردگارا ! ہم بھی تیری مخلوق ہیں ہمیں بھی تیرے
رزق کی ضرورت ہے آج ہمیں ابھی تک تیرا رزق نہیں پہونچا، لہٰذا ہمیں جلد ہی اپنی نعمت عطا فرما۔
(بصائر الدرجات جلد ۷، باب ۱۴ صـ ۹۹)

(۲۹) ═ بہائم کی زبان کا علم

سلیمان بن خالد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہمارے
حضرت ابوعبد اللہ علیہ السلام کے ہمراہ ایک بلخی جس کا نام ابوعبد اللہ تھا جا رہا تھا کہ اچانک
ہرن آپ کے سامنے آیا اور کچھ کہنے لگا اور خوشامدانہ انداز میں اپنی دُم ہلانے لگا۔
حضرت ابوعبد اللہ علیہ السلام نے اس سے فرمایا، انشاء اللہ میں یہ تیرا کام ضرور
کروں گا۔ تو مطمئن ہوجا۔ اور پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، کچھ معلوم ہے اِس ہرن نے
کیا کہا ؟
ہم نے عرض کیا، اللہ، اُس کے رسولؐ اور آپ ہی جانتے ہیں کہ اس نے کیا کہا۔
آپ نے ارشاد فرمایا، کہ اس نے یہ شکایت کی ہے کہ اہلِ مدینہ میں سے کسی نے جال
میری مادہ کو قید کرلیا ہے اس کے دو چھوٹے چھوٹے شیرخوار بچے ہیں جو نہ ابھی چل پھر سکتے ہیں
نہ چر سکتے ہیں۔ آپ اُن سے میری طرف سے یہ درخواست کردیں کہ وہ میری مادہ کو آپ کی
خاطر پر رہا کردیں کہ جب دونوں بچے چارہ چرنے کے قابل ہوجائیں گے تو میں اپنی مادہ کو واپس اُن کے
حوالے کردوں گا۔ لہٰذا میں نے اس سے حلف لیا ہے۔
اُس نے کہا کہ میں آپ اہلبیتؑ کی ولایت سے بَری ہوجاؤں، اگر اپنے وعدے
سے انحراف کروں۔
آپ نے فرمایا، اور انشاء اللہ میں اُس کا یہ کام کروں گا۔
یہ سُن کر ابوعبد اللہ بلخی نے کہا، آپ حضرات میں بھی وہی صفت موجود ہے جو حضرت
سلیمان میں تھی۔
(بصائر الدرجات جلد ۷ باب ۱۵ صـ ۱۰۱)
• ب ن زرارہ سے مناقب میں بھی سلیمان سے یہی روایت مرقوم ہے۔ (مناقب جلد ۳ صـ ۲۳۴)

(٣٠) علمِ منطق الطیر و بہائم

صفوان بن یحییٰ جابر سے روایت کر
ایک مرتبہ میں حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہم
کہ ایک شخص نے ایک بکری کا بچہ ذبح کرنے کے لیے لِٹایا۔ وہ بچہ چلّانے لگا۔
حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اس شخص سے پوچھا، اِس بکری کے بچّے
قیمت ہے ؟
اُس نے چار درہم اس کی قیمت بتائی۔ آپؑ نے چار درہم جیب سے نکالے
دیدیے اور فرمایا، اب اس کو چھوڑ دے۔ یہ دیکھ کر ہم خوش ہوگئے۔
پھر دیکھا کہ ایک شِکرا ایک تیتر پر جھپٹا۔ آپؑ نے اپنی آستین سے شکر
اشارہ کیا، وہ تیتر کو چھوڑ کر واپس ہوگیا۔
راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا، میں آپؑ سے عجیب عجیب باتیں
آپؑ نے فرمایا، ہاں، جب اُس شخص نے ذبح کے لیے بکری کے
تو وہ بچہ میری طرف دیکھنے لگا اور کہنے لگا "میں اللہ سے اور آپؑ اہلبیت سے پن
خواستگار ہوں اس بات سے جس کا یہ شخص ارادہ رکھتا ہے۔ اور اسی طرح تیتر نے بھی
چاہی۔ اور اگر ہمارے شیعہ ٹھیک رہتے اور ان میں استقامت ہوتی تو میں انھیں ط
زبان سناتا اور سمجھا دیتا۔ (الخرائج والجرائح صـ٢٣٢)

(٣١) زمین اپنے خزانے اُگلنے لگی

یونس بن ظبیان، مفضّل بن عم
ابوسلمہ سراج اور حسین بن ثویر بن ابی فاختہ، ان سب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ
ابوعبداللہ کی خدمت میں تھے۔
آپؑ نے فرمایا، سنو! زمین کے خزانے اور ان کی کنجیاں ہمارے پا
ہم چاہیں تو اپنے ایک پاؤں سے ٹھوکر لگائیں اور زمین سے خزانے اُگلنے کے لیے کہیں
خزانے ہمارے حکم سے اُگل دے گی۔
راوی کا بیان ہے کہ پھر آپؑ نے اپنے پاؤں سے زمین پر ٹھوکر لگائی
شق ہوگئی۔ آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اس کے اندر سے سونے کی ایک اینٹ تقریباً ایک

کی نکالی اور فرمایا، تم لوگ خوب اچھی طرح اس کو دیکھ لو تاکہ تمھیں کوئی شک نہ رہے۔ ہم نے
اُس شگاف میں جھانک کر دیکھا تو اس میں سونے کی اور بہت سی اینٹیں ایک کے اوپر ایک چُنی
ہوئی تھیں۔
یہ دیکھ کر ہم میں سے کسی نے کہا، میں آپؑ پر قربان، آپؑ کے شیعہ مفلس و محتاج
ہیں۔ یہ آپ انھیں عطا فرمادیں۔ آپؑ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے شیعوں کو دنیا و
آخرت میں ایک ساتھ رکھے گا۔ انھیں جنّتِ نعیم میں داخل کرے گا اور ان کے دشمنوں کو جہنم میں۔
یہ اینٹیں جہنم کا ایندھن ہیں۔ (بصائر الدرجات جلد ٧ باب ٢ صـ١٠٩)
● مناقب میں ان ہی لوگوں سے یہ روایت مرقوم ہے۔ (مناقب جلد ٣ صـ٣٦٩)

(٣٢) انحرافِ حکمِ امام کا انجام

حفص ابیض تمّار سے روایت ہے اس کا
بیان ہے کہ جس زمانے میں معلّیٰ بن خنیس سولی پر لٹکایا گیا تھا میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی
خدمت میں حاضر ہوا۔
آپؑ نے ارشاد فرمایا، اے ابوحفص! میں نے معلّیٰ بن خنیس کو ایک کام کا حکم دیا، مگر
اُس نے اس کے خلاف کیا، بالآخر قتل ہوا۔ صورتِ امر یہ ہوئی کہ ایک دن میں نے اس کو دیکھا کہ وہ
بہت پژمردہ اور محزون ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ اے معلّیٰ! کیا بات ہے کیوں غمزدہ نظر آرہے
ہو، کیا تمھیں اپنے بال بچے وغیرہ یاد آرہے ہیں ؟
اُس نے کہا، جی ہاں۔
میں نے کہا، اچھا میرے قریب آؤ۔ جب وہ قریب آیا تو میں نے اس کے چہرے پر
ہاتھ پھیرا اور پوچھا، اب تم خود کو کہاں دیکھ رہے ہو ؟
اُس نے کہا، میں خود کو اپنے گھر میں دیکھ رہا ہوں، یہ میری زوجہ ہے، یہ میرا بچہ ہے
میں نے اس کو اسی حالت میں چھوڑ دیا، اور خود وہاں سے ہٹ گیا۔ وہ اپنی زوجہ سے
تخلیے میں مل لیا۔ اس کے بعد میں نے کہا قریب آؤ، وہ قریب آیا تو میں نے پھر اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا
اور پوچھا، اب تم خود کو کہاں دیکھ رہے ہو ؟
اُس نے کہا، اب میں آپؑ کے ساتھ مدینہ میں ہوں۔ یہ آپؑ کا مکان ہے۔
میں نے کہا، اے معلّیٰ! ہماری چند احادیث ایسی ہیں جو انھیں محفوظ رکھے گا، اللہ اس کے
دین و دنیا دونوں کی حفاظت کرے گا۔ اے معلّیٰ! دیکھو ہماری حدیثیں (جن کے اظہار پر عوام الناس سے

تکلیف پہونچنے کا اندیشہ ہو) بیان نہ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اس کی وجہ سے تم کو قتل کردیں۔
اے معلیٰ! جو ہماری مشکل احادیث کو اپنے سینہ تک ہی محفوظ اور پوشیدہ رکھے گا اس کا راستہ
روشن کرنے کے لیے اُس کے سامنے ایک نور پیدا کردے گا، اور لوگوں کے درمیان اسے عزت
و وقار عطا کرے گا، مگر جو ہماری مشکل احادیث کو ہر طرف پھیلائے گا اور ہر کس و ناکس سے کہتا
پھرے گا، وہ انجام بہ کار یا تو قید ہو کر مرے گا، ورنہ قتل کردیا جائے گا۔ اے معلیٰ سنو!
قتل کیے جاؤ گے اس کے لیے تیار ہو جاؤ۔ (بصائر الدرجات جلد ٨ باب ١٣ صـ ١١٨)

منــ اشعری نے بھی ابن ابی الخطاب سے اسی کے مثل روایت کی ہے۔
(رجال کشی صـ ٢٤٠)

(٣٣) = جنّت کی سیر

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے۔ اس کا
ہے کہ مجھ سے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا ایک
ہے جس کا طول و عرض بصرہ سے صنعا تک کی مسافت کے برابر ہے۔ کیا تم اس کو دیکھنا
میں نے عرض کیا، جی ہاں میں آپؑ پر قربان ہوں۔
یہ سن کر آپؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور بیرونِ مدینہ لے گئے اور ایک مقام پر کھڑے
ٹھوکر ماری۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک نہر اتنی وسیع و عریض ہے کہ جس کا کہ دوسرا کنارہ حد
تجاوز کر گیا تھا اور مجھے نظر ہی نہ آتا تھا۔ جیسے وہ ایک جزیرہ سا بن گیا تھا اور ہم دونوں کھڑے
تھے۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس نہر میں ایک جانب کا پانی برف سے زیادہ سفید اور دوسری
دودھ۔ وہ بھی برف سے زیادہ سفید اور درمیان میں شراب یاقوت سے زیادہ خوش رنگ بہہ
تھی اور یہ بھی حقیقت کہ ایسی خوش رنگ نہر جس میں اس قسم کی آمیزش ہو میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی
میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، یہ نہر کہاں سے نکلتی ہے ؟
آپؑ نے فرمایا، یہ جنّت کی نہروں سے نکلتی ہے جس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود
ایک پانی کا چشمہ ہے، ایک دودھ کا چشمہ ہے اور ایک شراب کا چشمہ ہے جو بہہ
اِس نہر میں آرہے ہیں۔
میں نے دیکھا کہ اس نہر کے کنارے بہت سے اشجار ہیں جن میں حوریں جھول
رہی ہیں جن کے لمبے لمبے گیسو ہیں۔ میں نے اُن سے زیادہ حسین و خوبصورت کبھی بھی کسی عورت کو نہ
دیکھا تھا، اُن کے ہاتھوں میں پیالے تھے اتنے خوشنما کہ ویسے کہیں دیکھنے میں نہیں آئے۔ پھر
بڑھے اور آپؑ نے ایک حور کی طرف پانی وغیرہ پلانے کا اشارہ کیا۔ اشارہ پاتے ہی میں نے دیکھا

ور نہر سے پیالہ بھرنے کے لیے جھکی تو درخت کی شاخ بھی اس کے ساتھ جھک گئی۔ اُس نے ایک پیالہ
بھر کر آپؑ کی خدمت میں پیش کیا اور دوسرا پیالہ مجھے دیا۔ میں نے جب اسے پیا تو محسوس کیا کہ اس جیسا
والقہ والا کوئی شربت نہیں پیا تھا۔ اس سے تو مسک کی خوشبو آرہی تھی۔ میں نے اپنے پیالہ میں تین رنگ
کی شراب دیکھی۔ میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، میں نے تو کبھی ایسی چیز دیکھی ہی نہیں۔ میرے تو تصور
میں بھی نہ تھا کہ یہ بات بھی ممکن ہے جو میں دیکھ رہا ہوں۔
آپؑ نے فرمایا، یہ بہت ہی معمولی سی شے ہے جسے اللہ نے ہمارے شیعوں کے لیے
پیدا کیا ہے۔ سنو! جب کوئی مومن مرتا ہے تو اُس کی روح اِس نہر پر آتی ہے اور یہاں کے باغات
میں سیر کرتی ہے اس نہر سے پانی و دیگر مشروبات پیتی ہے اور جب ہمارے دشمن مرتے ہیں تو اُن کی
بدروحیں وادیٔ برہوت میں جاتی ہیں جہاں وہ دائمی عذاب میں مبتلا رہتی ہیں۔ وہاں زقوم کھاتی، اور
ماءِ حمیم پیتی ہیں۔ اس وادی سے تم اللہ سے پناہ چاہو۔

(البصائر الدرجات جلد ٨ باب ١٣ صـ ١١٩)

منــ عثمان بن یزید نے جابر سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ
علیہ السلام سے قرآن کی اس آیت کے متعلق سوال کیا " وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيْمَ
مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ " (سورۃ الانعام آیت ٧٥)
"اور اس طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنت دکھلادی " اور میں
زمین کی طرف سر جھکائے ہوئے تھا۔ آپؑ نے اپنا دستِ مبارک اوپر اُٹھایا اور مجھ سے فرمایا
سر اوپر کرو۔ میں نے سر اوپر کیا تو دیکھا کہ چھت میں شگاف ہوا اور اس میں سے ایسا نور ساطع ہوا
کہ جس کی وجہ سے میری چشم بصارت خیرہ ہوگئی۔ آپؑ نے فرمایا، ابراہیمؑ نے ملکوت سمٰوات و
الارض کو اس طرح ملاحظہ فرمایا تھا۔ پھر فرمایا، نگاہیں نیچے کرو۔ میں نے نگاہیں نیچے کرلیں۔ پھر
فرمایا، اب پھر اوپر دیکھو! میں نے نگاہ اُٹھائی تو دیکھا کہ چھت جیسے پہلے تھی ویسی ہی ہوگئی۔
اس کے بعد آپؑ نے میرا ہاتھ پکڑا، اُٹھے اور جس حجرے میں ہم لوگ تھے اس میں سے
نکال کر دوسرے حجرے میں لے گئے۔ اپنا لباس اُتارا، دوسرا لباس پہنا۔ پھر فرمایا، آنکھیں بند کرو
میں نے آنکھیں بند کیں، فرمایا، آنکھیں نہ کھولنا۔ تھوڑی دیر ہم یونہی آنکھیں بند کیے رہے۔ پھر فرمایا!
تمہیں معلوم ہے اب تم کہاں ہو ؟
میں نے عرض کیا، جی نہیں، میں آپؑ پر قربان،
آپؑ نے فرمایا، تم اُس ظلمت میں ہو جس میں حضرت ذوالقرنین گئے تھے۔
میں نے عرض کیا، اجازت ہے کہ آنکھیں کھولوں ؟

فرمایا، کھول لو، مگر تمہیں کچھ نظر نہ آئے گا۔
میں نے آنکھیں کھولیں تو واقعاً کچھ بھی نظر نہ آیا۔ پھر آپؑ تھوڑی دور چلے
ٹھہر کر مجھ سے فرمایا، "معلوم ہے اب تم کہاں ہو؟"
میں نے عرض کیا، جی نہیں۔
آپؑ نے فرمایا، تم چشمۂ آبِ حیات پر کھڑے ہو جس سے حضرت خضرؑ نے پا
تھا۔ اس کے بعد ہم پھر چلے اور اس عالم سے نکل کر دوسرے عالم میں جا پہونچے۔ اس میں چلنے لگے
دیکھا کہ وہ عالم بھی ہمارے ہی عالم کے مانند ہے۔ اس میں بھی مکانات وغیرہ تعمیر ہیں، اس میں
آباد تھا، پھر وہاں سے نکلے اور تیسرے عالم میں پہونچے۔ وہ بھی پہلے اور دوسرے عالموں
مانند تھا۔ یہاں تک کہ پانچ عالموں میں ہم لوگ وارد ہوئے۔
آپؑ نے فرمایا، سنو! یہ وہ ملکوتِ ارض ہے جس کو حضرت ابراہیمؑ نے نہیں
تھا۔ انھوں نے ان ملکوتِ سموات کو دیکھا تھا جن کی تعداد بارہ ہے۔ اور ہر عالم ویسا ہی
تم دیکھ آئے ہو۔ جب ہم میں سے کوئی امام وفات پاتا ہے تو وہ انھیں بارہ عالموں میں سے ا
میں جا کر سکونت اختیار کرتا ہے اور ان میں سے اِس آخری عالم میں امام آخر الزمان قائم آلِ محمدؐ
جس میں اس وقت ہم ساکن ہیں۔
پھر فرمایا، اب پھر آنکھیں بند کرو۔
میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ آپؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم پھر اسی مکان اور
میں پہونچ گئے جہاں سے نکلے تھے۔ وہاں پہونچ کر آپؑ نے وہ لباس اُتارا اور اپنا لباس
مطابق زیبِ تن فرمایا، جب ہم اپنی زمین پر آگئے تو میں نے عرض کیا، میں آپ پر قربان، دن کت
گیا ہوگا؟ آپؑ نے فرمایا، تین ساعت دن گذر چکا ہے۔ (بصائر الدرجات جلد ۸ صـ ۱۱۹)

(۳۴) — آلِ محمدؐ کے خیمے عالمِ بالا میں

ابوبصیر سے روایت ہے ان کا بیان
میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپؑ نے زمی
ٹھوکر لگائی تو سامنے ایک دریا بہتا ہوا نظر آیا جس میں چاندی کی کشتیاں تھیں۔ ایک کشتی
اور میں سوار ہوگئے اور اس مقام پر پہونچے جہاں بہت سے چاندی کے خیمے نصب تھے۔ آپؑ
خیمے میں داخل ہوئے اور نکل آئے اور مجھ سے فرمایا، تم یہ خیمے دیکھتے ہو؟ اِن میں سے ایک
تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے، دوسرا خیمہ حضرت امیرالمؤمنین علیہ السلام کا ہے،

فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہا کا ہے، چوتھا حضرت خدیجہ صدیقہ کا ہے، پانچواں حضرت امام
علیہ السلام کا ہے، چھٹا خیمہ حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہے، ساتواں حضرت علیؑ ابن
ین کا، آٹھواں خیمہ میرے پدر بزرگوار کا، نواں خیمہ میرا ہے۔ ہم ائمہ اہلِ بیت میں سے جو بھی وفات
ے اُس کے لیے یہاں ایک خیمہ نصب ہو جاتا ہے جس میں وہ آ کر سکونت اختیار کرتا ہے۔
(الاختصاص صـ ۳۲۳)

(۳۵) — معلّٰی بن خنیس کی اہل و عیال سے ملاقات

معلّٰی بن خنیس سے روایت ہے۔
اُن کا بیان ہے کہ میں اپنی بعض ضروریات کے لیے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں گیا
آپؑ نے فرمایا، کیا بات ہے، میں تم کو کچھ مغموم و محزون دیکھ رہا ہوں؟
میں نے عرض کیا کہ جب سے عراق سے مجھے وبا پھیلنے کی اطلاع ملی ہے اُسی وقت
سے مجھے اہل وعیال کی طرف سے پریشانی لاحق ہوگئی ہے۔
آپؑ نے ارشاد فرمایا، ذرا اپنا رُخ دوسری طرف کرو۔
میں نے اپنا رُخ موڑا تو سامنے اپنا مکان نظر آیا۔
آپؑ نے فرمایا، جاؤ اپنے اہل وعیال سے مل لو۔
میں مکان میں اندر گیا تو وہاں سارے گھر والے موجود تھے میں نے سب ہی سے
ملاقات کی اور کچھ دیر کے بعد باہر آگیا۔
آپؑ نے فرمایا، اب اپنا چہرہ پھر موڑ لو۔
میں نے اپنا چہرہ موڑ لیا اور پھر اُسی طرف دیکھا تو وہاں کچھ نہ تھا۔
(بصائر الدرجات جلد ۸ باب ۱۲ صـ ۱۱۹)

(۳۶) — ایک اور اعجاز

سلیمان بن خالد سے روایت ہے، اس کا بیان ہے کہ
مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ سفر میں ابوعبداللہ بلخی بھی تھا۔
آپؑ نے اُس سے فرمایا، ذرا دیکھو، یہاں کہیں کنواں ہے؟
بلخی نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی اور تلاشِ بسیار کے بعد جب پلٹ کر دیکھا تو کہنے لگا کہ
یہاں کوئی کنواں وغیرہ نظر نہیں آیا۔
آپؑ نے فرمایا، ہاں، ہاں پھر سے دیکھو۔

پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور یہ دعا کی:

یَا ذَا الْمَنِّ وَالطَّوْلِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا ذَا النَّعْمَاءِ وَالْجُوْدِ اِرْحَمْ شَیْبَتِیْ مِنَ النَّارِ

اے صاحبِ جود و احسان، اے جلالت بزرگی والے، اے نعمتوں اور بخششوں کے مالک! تو میرے اس جسم پر رحم کر، اور اسے جہنم سے بچا۔

اس کے بعد آپ نے اپنی ریشِ مبارک پر دونوں ہاتھ رکھ کر بلند کیا اور ... بلند رکھا کہ دونوں ہاتھ آنسوؤں سے بھر گئے۔ (رجال الکشی ص۲۲۵)

(۳۵) آپ کتابِ علیؑ کے وارث ہیں

سورہ بن کلیب کا بیان ہے کہ

زید بن علیؑ نے پوچھا، اے سورہ تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ تم اپنے امام کو جیسا کہتے ہو وہ ویسے ہی ہیں

میں نے کہا کہ میں اچھی طرح باخبر ہو کر ہی اُن کی طرف مائل ہوا ہوں۔

اُنھوں نے کہا، بتاؤ کیا بات ہوئی۔؟

میں نے عرض کیا جب ہم کو کوئی مسئلہ پوچھنا چاہتے تھے تو آپ کے بھائی محمد علیؑ کی خدمت میں جایا کرتے تھے اور وہ جواب میں فرمایا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا، اور اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا۔

جب اُنھوں نے وفات پائی تو ہم آپ حضرات (آلِ محمدؐ) کے پاس آئے، آپ سے بھی مسائل دریافت کیے۔ لیکن آپ کبھی تو بعض مسائل کا جواب دیدیتے اور کبھی جواب نہ دیتے ہم آپ کے بھتیجے جعفرؑ بن محمدؑ کے پاس گئے تو اُنھوں نے بالکل آپ کے والد اور بھائی کی طرح جواب ... کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں یہ ارشاد ...

یہ سُن کر جناب زید بن علیؑ مسکرائے اور بولے۔ واللہ! اگر تم یہ کہتے ہو تو سنو ... کے پاس تو حضرت علی علیہ السلام کی کتاب موجود ہے۔ (ہمارا اُن سے کیا مقابلہ) (رجال الکشی ...)

۰ ---- کتاب مناقب میں بھی سورہ کی یہی روایت مذکور ہے۔ (مناقب جلد ۳ ص۲۷۴)

(۳۶) حضرت مریمؑ کے زمانہ کا کھجور کا درخت

حفص بن غیاث سے روایت ...

اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ آپ کوفہ کے باغات کے درمیان سے نکلے ہوئے

جا رہے تھے۔ جب ایک کھجور کے درخت کے پاس پہونچے تو وہاں بیٹھ کر امام جعفر صادق علیہ السلام نے وضو فرمایا، نماز میں مشغول ہو گئے رکوع کیا اور پھر ایک طویل سجدہ کیا۔ میں نے شمار کیا کہ آپ نے سجدہ میں پانچ سو مرتبہ سبحان اللہ کہا، پھر اس کھجور کے درخت کے سہارے بیٹھ گئے اور کچھ دعائیں پڑھیں، پھر فرمایا، اے حفص! خدا کی قسم، یہ وہی کھجور کا درخت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جناب مریمؑ سے فرمایا تھا:

" وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ؀ " (سورۂ مریم آیت ۲۵) (کافی جلد ۸ ص۱۴۳)

(۳۷) گرم کھانے سے احتیاط

محمد بن راشد کا بیان ہے کہ میں موسم گرما میں ایک بار عشاء کے وقت حضرت امام جعفرؑ بن محمدؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں ایک خوان آیا جس میں روٹیاں، ایک پیالہ ثرید اور ہرن کا گوشت آیا۔ آپ نے اس میں ہاتھ ڈالا تو محسوس کیا کہ گرم ہے ہاتھ اُٹھا لیا اور فرمایا، میں جہنم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، ہمیں اللہ تعالیٰ جہنم سے بچائے۔" جب ہم اس گرم سالن کی گرمی کو برداشت نہیں کر سکتے تو جہنم کی گرمی کو الامان والحفیظ۔" آپ بار بار یہی فرماتے رہے، یہاں تک کہ پیالہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر ہم سب نے آپؑ کے ساتھ کھانا کھایا۔ اس کے بعد خوان اُٹھا لیا گیا۔ آپ نے فرمایا، اے غلام کچھ اور چیز لاؤ۔ وہ ایک طبق میں کھجور لایا۔ میں نے ہاتھ بڑھایا تو دیکھا کہ کھجور ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ آپ کا بھلا کرے، یہ زمانہ تو انگوروں اور دوسرے پھلوں کا ہے۔

آپ نے فرمایا، ہاں یہ کھجور ہے۔ پھر غلام سے فرمایا، اسے لیجاؤ اور کچھ اس کے علاوہ لے آؤ۔

وہ اُسے اُٹھا کر لے گیا اور دوسرے طبق میں پھر وہی کھجور لے آیا۔ میں نے ہاتھ بڑھایا تو کہا، یہ بھی تو کھجور ہی ہے۔

آپ نے فرمایا، مگر اُس سے اچھی ہے۔ (کافی جلد ۸ ص۱۶۴)

(۳۸) صدقہ کی برکت سے روزی میں وسعت

ہارون بن عیسیٰ کا بیان ہے کہ

... مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے فرزند محمد سے دریافت کیا کہ ...

اُس نے جاکر دیکھا اور واپس آیا اور کہا "اب بھی کوئی کنواں نظر نہیں آیا"۔

آپؑ نے باآوازِ بلند ندا دی "اے جوش مارنے والے اور حکمِ خدا سن کر اس کی اطاعت کرنے والے کنوئیں! اللہ نے جو پانی تجھ میں ودلیعت فرمایا ہے اس میں سے مجھے بھی سیراب کر"۔

راوی کا بیان ہے کہ ایک جگہ سے چشمہ اُبلنے لگا جس میں نہایت شیریں پانی تھا۔ بلخی نے یہ دیکھ کر کہا میں آپؑ پر قربان، آپؑ حضرات کو بھی وہ معجزہ عطا ہوا ہے جو حضرت سلیمان کے پاس تھا۔ (بصائرالدرجات جلد ۱۰ باب ۱۵ صفحہ ۱۴۹)

• ... محمد بن معروف ہلالی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ مقامِ حیرہ پر حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی قدمبوسی کے لیے گیا مگر لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ آپؑ تک پہونچنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ چوتھے دن آپؑ نے مجھے دیکھا تو اپنے پاس بُلایا۔ اور قبرِ امیرالمومنین علیہ السلام کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے میں بھی آپؑ کے پیچھے پیچھے چل پڑا اور آپؑ کی گفتگو مسلسل سُنتا رہا۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ آپؑ کو پیشاب محسوس ہوا۔ آپؑ راستے میں سے ایک طرف ہو گئے۔ ایک جگہ کھودی پیشاب کیا، پھر دوسری جگہ کی ریت کھودی وہاں سے پانی نکلا۔ آپؑ نے اس سے طہارت کی۔ پھر وضو فرمایا، دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی "پروردگارا! تو مجھے ان لوگوں میں قرار نہ دینا جو حد سے آگے بڑھ جائے اور گمراہ ہو گئے اور اُن لوگوں میں بھی نہیں جو پیچھے رہ گئے اور ہلاک ہوئے۔ تو مجھے درمیانی راہ پر چلنے کی توفیق عنایت فرما"۔ پھر مجھ سے کہا اے غلام! تو نے جو کچھ دیکھا ہے وہ کسی سے نہ بتانا۔ (فرحۃ الغری صفحہ ...)

• ... مناقب میں بھی محمد بن میمون ہلالی سے اسی کے مانند روایت ہے۔ (مناقب جلد ۳ صفحہ ۳۶۳)

(۲۷) ═ امام کی چند پیشین گوئیاں

ابوجعفر محمد بن معروف ہلال جن کا سن ایک سو اٹھائیس سال کا تھا، کا بیان ہے کہ میں ایک دن ابوعبداللہ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہ السلام کی قدمبوسی کے لیے حیرہ گیا۔ یہ دَور سفّاح کا تھا میں نے دیکھا کہ آپؑ کی زیارت کے لیے انبوہِ کثیر اور جمِ غفیر آپؑ کے چاروں طرف جمع ہے۔ مجھ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ لوگوں کے اس مجمع کا مقابلہ کرتا۔ چوتھے دن آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور لوگوں کا مجمع بھی ذرا کم ہو گیا تھا۔ آپؑ نے مجھے اپنے قریب بُلایا اور قبرِ امیرالمومنینؑ کی زیارت کے لیے تشریف لے چلے میں بھی ساتھ ہو گیا۔ راستے میں آپؑ کو پیشاب کی حاجت ہوئی تو آپؑ نے ایک طرف جاکر رفع حاجت فرمائی، اپنے دستِ مبارک سے ایک جگہ کی ریت ہٹائی، وہاں سے پانی کا ایک چشمہ برآمد ہوا۔ طہارت کے بعد آپؑ نے وضو فرمایا، دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے پروردگار سے یہ دعا فرمائی "پروردگارا! تو مجھے ان لوگوں میں قرار نہ دینا جو حد سے تجاوز کر گئے اور گمراہ ہوئے اور نہ اُن لوگوں میں قرار دینا جو پیچھے رہ گئے اور ہلاک ہوئے، بلکہ مجھے درمیانی راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا رہ"۔

نماز سے فارغ ہو کر آپؑ پھر چل دیے میں آپؑ کے ساتھ تھا۔

آپؑ نے فرمایا "اے غلام سنو! سمندر کا کوئی پڑوسی نہیں، بادشاہ کا کوئی دوست نہیں، اور عافیت کی کوئی قیمت نہیں۔ کتنے ایسے نعمت پانے والے ہیں جنھیں ان نعمتوں کا پتہ بھی نہیں۔ پانچ باتوں پر عمل کرتے رہو (۱) اللہ سے ہمیشہ طلبِ خیر کرتے رہو، (۲) سہولت سے فائدہ اُٹھاؤ۔ (۳) حلم اور بُردباری سے کام لیتے رہو (۴) جھوٹ سے پرہیز کرتے رہو (۵) پیمانہ اور ترازو سے ٹھیک ٹھیک ناپو اور تولو"۔

اس کے بعد فرمایا۔ بھاگو اور دور بھاگو اُس وقت جب عرب سے عنانِ حکومت چھین لی جائے۔ نیکیاں ایک طرف روک دی جائیں اور حج بجالانے کا سلسلہ منقطع ہو جائے۔ پھر فرمایا "حج کر لو اس سے قبل کہ تمھیں حج سے روکا جائے۔ پھر آپؑ نے قبلہ کی طرف اپنے انگوٹھے سے اشارہ کر کے فرمایا اس طرف ستر ہزار یا اس سے بھی زیادہ لوگ قتل ہوں گے۔ (حضرت علی بن الحسین کے ارشاد کے بموجب) حیرہ وغیرہ میں تقریباً اتنے ہی آدمی قتل ہوئے۔

اس روایت میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے مزید فرمایا۔ "کہ آلِ محمدؐ میں سے ایک مرد ضرور خروج کرے گا اور سفید علَم ضرور آراستہ ہوں گے"۔ علی بن حسن کا بیان ہے کہ (آپؑ کے حسبِ ارشاد) سنہ ۲۵۰ھ میں یحیٰی بن عمر کے خروج کے وقت اہلِ بنی رواس جمع ہوئے اور جامع مسجد میں نماز کے ارادے سے چلے اور ایک سفید عمامے کو نیزے پر لہرائے ہوئے تھے جس کو محمد بن معروف اُٹھائے ہوئے تھے۔

اسی روایت میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "یہ تمھارا دریائے فرات خشک ہو جائے گا"۔ چنانچہ دریائے فرات بھی خشک ہو گیا۔ یہ بھی فرمایا کہ "ایک چھوٹی چھوٹی آنکھوں والی قوم تم پر حملہ آور ہوگی اور تمھیں تمھارے گھروں سے باہر نکال دے گی"۔

علی بن حسن کا بیان ہے کہ آپؑ کے ارشاد کے مطابق کیجور آیا اُس کے ساتھ ترکی لوگ تھے انھوں نے لوگوں کو گھروں سے نکال دیا۔

آپؑ نے یہ بھی فرمایا "درندے تمھارے گھروں کا رُخ کریں گے"۔ علی بن حسن کا بیان ہے

کہ آپ کے ارشاد کے مطابق درندے ہمارے گھروں کی طرف آئے۔ اور آپؑ نے یہ بھی فرمایا ایک شخص خروج کرے گا جس کا رنگ زرد اور سرخی مائل ہوگا اور لمبی مونچھ ہوگی اس کے لیے ایک عمرو بن حریث کے دروازے پر رکھی جائے گی اور لوگوں کو حضرت علی بن ابی طالبؑ پر تبرا کرنے کا حکم بہت سے آدمیوں کو قتل کرے گا مگر اسی دن وہ خود بھی قتل کر دیا جائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (نوادر علی بن اسباط)

(۳۸) — علومِ باطن

سعد اسکاف سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں ایک حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ اہلِ جبل میں سے ایک بہت سے ہدیے اور تحفے لے کر آیا۔ جن میں ایک تھیلے میں جنگلی جانور کا خشک کیا ہوا گوشت

آپؑ نے اُسے کھولا اور فرمایا، یہ واپس لے جاؤ اس کو کتے نے کھایا ہے۔

اُس نے عرض کیا کہ میں نے یہ گوشت ایک مسلمان سے خریدا ہے اُس نے کہا یہ حلال ہے۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا، اچھا ٹھہرو! ابھی تم کو اس کے بارے علم ہو جائے گا۔ یہ فرما کر گوشت کو تھیلے میں رکھ دیا اور کچھ کلمات جاری کیے جن کا مطلب سمجھ سکا۔ پھر اُس مردِ جبلی سے فرمایا، یہ اُٹھا کر اس حجرے میں چلے جاؤ۔

اُس نے ایسا ہی کیا اور جب حجرے میں پہونچا تو اُس نے سُنا کہ سوکھے ہو گوشت سے آواز آرہی تھی۔ اے بندہ خدا! ہمارے جیسا گوشت نہ امام کے لیے حلال نہ اولادِ انبیاء کھائے گی اس لیے کہ میں حلال اور پاک نہیں ہوں۔

یہ سُن کر وہ شخص اُس تھیلے کو اُٹھا کر باہر نکلا۔ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام اُس سے پوچھا، بتاؤ، اس گوشت نے تم سے کیا کہا؟

اُس شخص نے کہا کہ اس گوشت نے بھی وہ کہا جو آپؑ نے ارشاد فرمایا تھا وہ حلال اور پاک نہیں ہے۔

حضرت ابوعبداللہؑ نے فرمایا اے ابوہارون تم کیا سمجھے؟ سنو! ہم وہ سب جانتے ہیں جس کا دوسروں کو علم نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے، پھر وہ شخص وہ تھیلا لیکر باہر نکلا اور وہ تمام گوشت کتے کے سامنے ڈال دیا۔ (الخرائج والجرائح ص ۲۱۳)

(۳۹) — درندوں سے حفاظت کے لیے ایک عزیمت

عبداللہ بن یحییٰ کاہلی سے روایت ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ اگر تمھارا کسی درندے سے سامنا ہو جائے تو کیا کروگے؟

میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں۔

آپؑ نے فرمایا، سنو! اگر تمھارا سامنا کسی درندے سے ہو جائے تو اس کے سامنے پہلے آیۃ الکرسی پڑھو، پھر یہ کہو تجھ کو میں قسم دیتا ہوں اللہ کی، قسم دیتا ہوں محمدؐ الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی، قسم دیتا ہوں سلیمانؑ بن داؤدؑ کی، قسم دیتا ہوں علی امیرالمومنین علیہ السلام اور ان کے بعد گیارہ ائمہ علیہم السلام کی۔ تو وہ تمھارے سامنے سے ہٹ جائے گا۔

عبداللہ کاہلی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں کوفہ گیا اور اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ ایک قریے میں جانے لگا کہ اچانک ایک درندہ راستے پر آکر کھڑا ہو گیا۔ میں نے اُس کے سامنے آیت الکرسی پڑھی پھر کہا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں محمد الرسول اللہ کی، قسم دیتا ہوں سلیمانؑ بن داؤدؑ کی قسم دیتا ہوں امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ان کے بعد ائمہ طاہرین کی قسم دیتا ہوں کہ تو ہمارے راستہ سے ہٹ جا۔

یہ سُن کر وہ جس طرف سے آیا تھا اُسی طرف واپس چلا گیا۔ میرے چچا زاد بھائی نے جو میرے ساتھ تھا، کہا کہ ابھی ابھی جو کچھ میں نے تمھیں کہتے ہوئے سنا ہے اس سے بہتر تو میں نے آج تک حفاظت کی کوئی اور دعا نہیں سنی۔

میں نے کہا، تم نے سُنا ہی کیا ہے؟ یہ دعا تو مجھے حضرت امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر علیہ السلام نے بتائی ہے۔

اُس نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ واقعی امام برحق ہیں جن کی اطاعت اللہ نے ہم سب پر فرض کی ہے۔

اس واقعہ کے بعد جب میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو سارا واقعہ بیان کیا۔

آپؑ نے فرمایا، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اُس وقت میں نے تم لوگوں کو دیکھا نہیں تھا؟ ہم اپنے دوستوں پر ہر وقت نگاہِ حفاظت رکھتے ہیں، ان کے لیے زبان کھولتے ہیں۔ اے عبداللہ!

فلاں خرچ سے کتنی رقم بچی ہے ؟

اُنھوں نے کہا، چالیس دینار۔

آپ نے فرمایا، اسے نکالو اور تصدّق کردو۔

محمد نے کہا، مگر اس کے سوا تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا، تصدّق کردو، اللہ دے گا۔ کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ہر شے کی ایک کنجی ہوتی ہے اور رزق کی کنجی صدقہ ہے۔ لہٰذا اس کو تصدّق کردو۔

چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کیا اور ابھی تصدّق کیے ہوئے صرف دس ہی دن گذرے تھے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کے پاس ایک جگہ سے چار ہزار دینار آگئے۔

آپ نے فرمایا، اے فرزند! دیکھو ہم نے اللہ کی راہ میں چالیس دینار دیے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں چار ہزار دینار عطا کردیے۔

• ـــ علی بن اسباط نے کسی سے روایت کی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ میرے اور ایک دوسرے شخص کے درمیان زمین کی تقسیم کا معاملہ تھا۔ وہ نجومی تھا اور علمِ نجوم کے حساب سے نیک ساعت دیکھ کر گھر سے نکلا لیکن نحس ساعت میں پہنچا جب زمین کے دو حصّے ہوئے اور قرعہ اندازی کی گئی، تو زمین کا اچھا حصّہ میرے نام نکلا۔ یہ دیکھ کر وہ نجومی ہاتھ مل کر رہ گیا اور بولا کہ آج کے دن جیسا تو نیک دن میں نے کوئی نہیں دیکھا، پھر یہ کیا ہوگیا ؟

میں نے کہا، اس کے متعلق میں تمھیں بتاؤں ؟

اُس نے کہا، میں نجومی ہوں، میں نے آپ کو نحس ساعت میں گھر سے بلایا، اور خود اچھی ساعت دیکھ کر گھر سے نکلا تھا، مگر جب تقسیم ہوئی تو اچھا حصّہ آپ کے نام نکل آیا۔

میں نے کہا، کیا میں تمھیں ایک حدیث سُنادوں، جو میرے پدر بزرگوار نے مجھے سنائی تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس کے لیے اُس دن کی نحوست دور کردے تو اُسے چاہیے کہ اپنے اُس دن کی ابتداء صدقہ سے کرے تو اللہ اُس دن کی نحوست اُس سے دور کردے گا۔ اور جو چاہتا ہے کہ اس کے لیے اس رات کی نحوست کو اللہ دور کردے تو اُسے چاہیے کہ وہ رات کا افتتاح صدقہ سے کرے اللہ اُس رات کی نحوست اُس سے دور کردے گا۔ لہٰذا میں نے اپنے نکلنے کے وقت صدقہ دے کر نحوست کو دفع کردیا اور یہ چیز (یہ عمل) تمھارے علمِ نجوم سے بہتر ہے۔

(کافی جلد ۴ صـ۶)

(۳۹) ـــ داد و دہش کا طریقہ

بندار بن عاصم سے روایت ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو مجھ سے طلبِ حاجت کرنا چاہتے ہیں اُن کے لیے سب سے بڑا وسیلہ اور ذریعہ یہ سمجھنا چاہیے کہ جس شخص کو میں پہلے ہی سے کچھ نہ کچھ دیتا آیا ہوں اُس کے لیے اپنے داد و دہش کو جاری رکھتا ہوں بلکہ اس کا اور زیادہ لحاظ کرتا ہوں۔ اس لیے کہ میں نے دیکھا ہے کہ جس کو دس مرتبہ دے چکے ہو اور گیارہویں بار نہ دو، تو وہ گذشتہ دس مرتبہ کے دیے ہوئے (احسان) کو بھول جاتا ہے اور ایک مرتبہ نہ دینے کو یاد رکھتا ہے۔ نیز میں نئے حاجت مندوں کی حاجت کو بھی کبھی رد نہیں کرتا۔

(الکافی جلد ۴ صـ۲۴)

• ـــ ذہلی سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السّلام نے فرمایا "احسان و عطا وہی عمدہ ہے جو سوال سے پہلے ہی کردی جائے۔ کیونکہ سوال کے بعد اگر تم نے کسی کو کچھ دیا تو وہ احسان نہیں بلکہ وہ سائل کے چہرے کے آب کی قیمت ہے جو اُس نے تمھارے سامنے پیش کیا ہے۔ وہ رات بھر جاگا ہے کروٹیں بدلی ہیں اُمید اور مایوسی کے عالم میں رہا ہے اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ وہ اپنی حاجت کس کے سامنے پیش کرے۔ بالآخر بہت کچھ سوچنے کے بعد وہ تمھارے پاس آیا پھر بھی اُس کا دل لرز رہا تھا، اُس کا جسم کانپ رہا تھا۔ تم اس کے چہرے کا رنگ دیکھ رہے تھے کہ اس کو پتہ نہیں تھا کہ وہ تمھارے پاس سے مایوس واپس جائے گا یا کامیاب ہوکر پلٹے گا۔

(الکافی جلد ۴ صـ۲۳)

• ـــ یونس سے روایت ہے کہ اس سے کسی شخص نے بیان کیا کہ حضرت ابوعبداللہ اکثر شکر صدقہ میں دیتے تھے۔

آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ شکر تصدّق فرماتے ہیں ؟

فرمایا ہاں یہ مجھے بہت زیادہ پسند ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ چیز تصدّق کروں جو میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہو۔

(الکافی جلد ۴ صـ۶۱)

(۴۰) ـــ بنی ہاشم کی درپردہ مدد

اسماعیل بن جابر کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السّلام نے ایک تھیلی میں مجھے پچاس دینار دیے اور کہا اسے لیجاؤ اور بنی ہاشم میں سے فلاں شخص

اُس نے بتایا کہ تقریباً بیس درہم اور باقی رہ گئے ہیں۔
آپؑ نے وہ بھی سائل کو عطا فرما دیے۔
سائل نے اُسے بھی لیکر کہا کہ "پروردگارا! تیرا شکرگذار ہوں، یہ تیری ہی عطا
تو اکیلا ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔
آپؑ نے فرمایا، ٹھہرو! ابھی نہ جانا، یہ کہہ کر آپؑ نے اپنی قمیص اُتاری اور سا
کو عطا فرما دی اور کہا کہ اسے پہن لو۔
اُس نے کہا اُس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے لباس پہنایا اور میرا بدن ڈھا
یا اباعبداللہ! آپؑ کو اللہ جزائے خیر عنایت فرمائے۔
یہ کہہ کر وہ پلٹا اور چلا گیا۔ اور اگر وہ نہ جاتا تو آپؑ اُس کو کچھ نہ کچھ دیتے
رہتے کیونکہ ہر عطا پر وہ شکرِ الٰہی بجالا تا رہا تھا۔ (اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جو شکر ادا کر
تو میری عطا میں اس کے لیے اضافہ ہوتا رہے گا۔)
• ـــــ برسی نے مشارق الانوار میں روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
سے ایک مرتبہ ایک فقیر نے سوال کیا۔ آپ نے اپنے غلام سے پوچھا، تیرے پاس کیا ہے
اُس نے عرض کیا، چار سو درہم۔
آپ نے اُس سے فرمایا، یہ اس فقیر کو دے دو۔
غلام نے چار سو درہم فقیر کو دے دیے اور وہ شکر ادا کرتا ہوا چلا، تو آپؑ نے
غلام سے کہا، اس کو واپس بلاؤ۔
وہ واپس آیا تو بولا یا سیدی! میں نے آپؑ سے سوال کیا، آپؑ نے عطا
اس عطا کے بعد اب کیا ارادہ ہے؟
آپؑ نے فرمایا، سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
"بہترین بخشش و صدقہ یہ ہے کہ مانگنے والا غنی ہو جائے، اُس کو کسی اور سے مانگنے کی ضرور
نہ رہے"۔ میں نے ابھی تجھ کو غنی نہیں کیا ہے۔ اچھا اب میری یہ انگوٹھی لو، یہ دس ہزار درہم کی
جب تمھیں ضرورت ہو تو اس کو اسی قیمت پر فروخت کر لینا۔

(۵۰) ـــ جعفر ابنِ محمد باقر کو رب سمجھنے والے پر لعنت

مالک بن عطیہ نے حضر
... علیہ السلام کے بعض اصحاب سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضر

ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام بہت غصے کے عالم میں ہمارے پاس وارد ہوئے اور فرمایا، کہ میں ابھی ابھی ایک ضرورت کے لیے باہر گیا تھا کہ مدینہ کے بعض حبشیوں سے ملاقات ہو گئی۔ انھوں نے مجھے پکار کر کہا لبیک اے جعفر ابنِ محمدؑ لبیک۔ یہ سن کر میں مارے ڈر اور خوف کے اپنے گھر واپس آیا اور اپنی جائے نماز پر اپنے ربّ کے سامنے سجدہ میں گر گیا، چہرے کو خاک پر رکھا، عاجزی و انکساری کا اظہار کیا اور وہ لوگ جو کہہ رہے تھے اس سے برأت کا اظہار کیا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کے لیے جو اللہ نے فرمایا ہے اگر وہ سُن لیتے تو پھر ایسے بہرے ہو جاتے کہ پھر تا ابد نہ سنتے، ایسے اندھے ہو جاتے کہ پھر تا ابد نہ دیکھ سکتے، ایسے گونگے ہو جاتے کہ تا ابد نہ بول سکتے۔ خدا ابو الخطاب پر لعنت کرے اور اُسے تلوار سے قتل کرے۔

(نوٹ) شاید یہ حبشی لوگ ابو الخطاب کے ساتھیوں میں سے تھے جو حضرت جعفرؑ بن محمدؑ کی ربوبیت کا قائل تھا اور جس طرح حج میں لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کہتے ہیں اسی طرح ان حبشیوں نے آواز دی اسی بنا پر حضرت جعفر ابنِ محمدؑ بید مضطرب ہوئے اور سجدۂ خالق میں جا کر اس سے اپنی برأت کا اظہار کیا، اور فرمایا کہ اللہ ابو الخطاب پر لعنت کرے، اس لیے کہ وہی اس مذہبِ فاسد کا بانی ہے۔
(الکافی جلد ۸ صفحہ ۲۲۵)

(۵۱) ـــ پروانۂ آزادی

ابنِ سنان نے ایک ایسے غلام سے روایت کی ہے جس کو حضرت جعفرؑ بن محمدؑ نے آزاد فرمایا تھا۔ اور جس کے پروانۂ آزادی میں یہ تحریر تھا۔

"یہ پروانۂ آزادی ہے حضرت جعفر ابنِ محمدؑ کی طرف سے۔ انھوں نے اپنے فلاں سندی غلام کو آزاد کیا، اس بنا پر کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ نہیں ہے کوئی اللہ سوائے اس اللہ کے وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں نیز، بعث (دوبارہ زندہ کیا جانا) حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے۔ وہ اللہ کے دوستوں سے دوستی رکھتا ہے اور اللہ کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کرتا ہے۔ وہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حلال اور حرام کی ہوئی چیزوں کو حرام جانتا ہے، اللہ کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہے، جو کتابیں اور احکامات اللہ کی طرف سے آئے ہیں ان کا اقرار کرتا ہے۔ جعفر بن محمدؑ نے اس کو اللہ کے لیے (لوجہ اللہ) آزاد کیا ہے۔ وہ اس سے اس کی نہ کوئی جزا چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔ اب اس پر کسی کو کوئی اختیار نہیں، ہاں، اس کے ساتھ بھلائی کر سکتا ہے۔ گواہ ہیں اس پر فلاں۔"
(الکافی جلد ۶ صفحہ ۱۸۱)

کی دیواروں میں شگاف دیدیے جائیں تاکہ لوگ اس راہ سے آکر پھل کھا سکیں' اور میں
یہ بھی حکم دیا تھا کہ باغ میں دس چٹائیاں روزانہ بچھائی جائیں جن میں کی ہر چٹائی پر کم از کم دس
آدمی بیٹھ سکیں۔ اور جب دس آدمی پھل کھا کر چلے جائیں تو دوسرے دس آدمی اُس پر آکر بیٹھ
اور ان میں سے ہر ایک کے سامنے ایک مُد کھجوریں رکھ دی جائیں میں نے اُس باغ کے قر
رہنے والوں کے لیے بھی یہ حکم دیا تھا کہ اُن میں جتنے بوڑھے' بچے' مریض اور عورتیں جو یہاں
کھانے کی طاقت نہیں رکھتے' اُن میں سے ہر ایک کو ایک مُد کھجور دی جائے اور جب درخت
پوری فصل کاٹ کر جھاڑ لی جائے تو نگہبانوں' وکلاء اور مزدوروں کو اُن کی اُجرت دی جا
اس کے بعد جو بچے وہ مدینہ بھیج دی جائے۔ پھر یہاں مختلف خاندانوں کے مستحقین کو کم یا زیادہ
حسبِ استحقاق تقسیم کرتا۔ یہ سب کچھ کرنے کے بعد مجھے چار سو دینار کی کھجوریں بچ جاتی تھیں
چار ہزار دینار کی ہوتی تھی۔ (الکافی جلد ۳ صفحہ ۵۶۹)

(۶۴) ــــ حرمِ کعبہ کا احترام

ابنِ تغلب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضر
ابو عبداللہ علیہ السلام کے ساتھ مکہ و مدینہ کے درمیان آپؑ کی سواری کے پیچھے سوا
جب حرم کے قریب پہونچے تو آپؑ سواری سے اُترے غسل فرمایا' اپنی جوتیاں ہاتھ میں لیں
پا برہنہ حرم میں داخل ہوئے۔ (الکافی جلد ۴ صہ ۳۹۸)

(۶۵) ــــ زمانے کے مطابق لباس

حمّاد بن عثمان کا بیان ہے کہ میں حضر
ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص نے آپؑ سے عرض کیا کہ خد
بھلا کرے آپؑ نے تو یہ بیان فرمایا تھا کہ حضرت علی ابنِ ابی طالبؑ علیہ السلام موٹا
لباس پہنا کرتے تھے آپکے والد کم وبیش چار درہم کی قمیص پہنا کرتے تھے۔ اور آپؑ کو دیکھتا
کہ آپؑ تو ایک عمدہ اور نیا لباس پہنے ہوئے ہوتے ہیں ؟
آپؑ نے فرمایا' حضرت علیؑ ابنِ ابی طالبؑ جو لباس پہنتے تھے اُس کو اُس ز
کے لوگ بُرا نہیں سمجھتے تھے۔ اور آجکل اگر کوئی وہ لباس پہنے تو لوگ اُس کو اچھی نظر سے نہ
دیکھیں گے۔ سنو ! بہتر لباس وہی ہے جسے اُس زمانے کے لوگ پہنتے ہوں مگر جب
قائمِ آلِ محمدؐ ظہور کریں گے تو وہ حضرت علی علیہ السلام والا لباس پہنیں گے۔ (الکافی جلد ۶

۔ــــ زید شحام سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ شبِ جمعہ
راستے میں تھے کہ حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا' یہ شبِ جمعہ
ہے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔
میں نے اس آیت سے تلاوت شروع کی : "اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۙ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ" (سورۂ دخان آیت ۴۰-۴۱-۴۲)
ترجمہ: "یقیناً تصفیہ (فیصلہ) کا دن ہی اُن سب کا معیّنہ وقت ہے۔ جس دن کوئی دوست
کسی دوست کے ذرا بھی کام نہ آئے گا' اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی' سوائے
جس پر اللہ رحم کرے۔"
حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا' خدا کی قسم ہم ہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ
رحم فرمائے گا' خدا کی قسم ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اس آیت میں مستثنیٰ فرمایا ہے ہم' اُن سے
مستثنیٰ ہیں۔ (الکافی جلد ۱ صہ ۴۲۳)

(۶۶) ــــ بچپن میں عبادت

ابو بصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے پدرِ بزرگوار مجھے بھی اپنے ساتھ حج پر لے گئے
ہم لوگ طواف میں تھے۔ اس وقت میں کم سن تھا مگر میں پوری طرح عبادت میں مشغول تھا۔ جب
پدرِ بزرگوار نے دیکھا کہ میں پسینہ پسینہ ہو رہا ہوں تو فرمایا' اے جعفر' اے میرے فرزند! اللہ تعالیٰ
جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اُسے جنت میں ضرور داخل کر دیتا ہے اور اُس کے ذرا
سے عمل پر بھی راضی ہو جاتا ہے۔ (الکافی جلد ۲ صہ ۸۶)

(۶۷) ــــ جوانی میں عبادت

حفص بن بختری وغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت
ابو عبداللہ علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب میں جوان تھا تو عبادتِ الٰہی میں بہت مشغول
تھا۔ میرے پدرِ بزرگوار نے مجھ سے فرمایا' اے فرزند! یہ عبادت قدرے کم کر دو' اللہ
جب بندے سے محبت کرتا ہے تو اُس کے تھوڑے سے عمل کو بھی قبول فرما لیتا ہے۔ (کافی جلد ۲ صہ ۸۶)

خدا کی قسم اُس وقت ہم نے ہی اُس درندے کو تمھارے راستے سے ہٹایا تھا۔ اور اس کی
اس طرح ہے کہ تم لوگ صحرا میں فلاں دریا کے کنارے تھے۔ تمھارے چچازاد بھائی کا نام
پاس لکھا ہوا ہے اور جبتک کہ وہ ہماری امامت کا قائل نہ ہوگا۔ اُس وقت تک وہ
العرض جب میں کوفہ واپس آیا تو اپنے چچازاد بھائی سے سب کچھ بیان
وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور آپؑ کی امامت کا معتقد ہو گیا تا ایں کہ موت آگئی۔

(الخرائج والجرائح ص۲۳۱)

● ف کشف الغمہ میں دلائلِ حمیری سے یہی روایت منقول ہے (کشف الغمہ جلد

(۴۰) قبل ازوقت موت کی اطلاع

ولید بن صبیح سے روایت ہے
بیان ہے کہ ایک شب ہم لوگ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر
نے دق الباب کیا۔

آپؑ نے کنیز سے فرمایا، دیکھو! دروازے پر کون ہے؟
کنیز گئی اور واپس آکر کہا کہ آپؑ کے چچا عبداللہ بن علیؑ ہیں۔
فرمایا، انھیں اندر بلا لو۔
پھر ہم سے فرمایا کہ تم لوگ دوسرے حجرے (کمرے) میں چلے جاؤ۔
جب عبداللہ بن علیؑ آپؑ کے پاس آئے تو آپؑ کو کچھ نازیبا کلمات کہے
اس کے بعد ہم سب باہر نکل آئے اور آپؑ نے اپنی گفتگو وہیں سے شروع
جہاں ختم کی تھی۔ ہم میں سے ایک نے عرض کیا۔ آپؑ کے چچا نے تو آپؑ سے ایسی بات
کی کہ جو ناسزا تھی۔ اُن کی اس بدکلامی کی وجہ سے جی چاہتا تھا کہ ابھی یہاں سے نکل کر اُن
لے لی جائے۔

آپؑ نے فرمایا، یہ ہمارا خاندانی مسئلہ ہے اس میں تمھیں مداخلت کر
اجازت نہیں دی جا سکتی۔

العرض جب رات کا کچھ حصہ گذرا تو کسی نے پھر دروازے پر دستک
آپؑ نے کنیز سے فرمایا، دیکھو! کون ہے؟
کنیز گئی اور واپس آکر بولی آپؑ کے چچا عبداللہ بن علیؑ ہیں۔
آپؑ نے ہمیں دوبارہ اندر جانے کا حکم دیا۔ اور کنیز سے فرمایا کہ انھیں بلا

جب وہ آئے تو چیختے چلّاتے اور روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ بھتیجے! مجھے معاف
کردو، اللہ تمھیں معاف کرے گا مجھے بخش دو، اللہ تمھیں بخش دے گا۔

آپؑ نے فرمایا، چچا جان! آپ کو اللہ معاف کرے گا۔ اب آپ کے معافی طلب
کرنے کا کیا سبب ہوا؟

اُنھوں نے کہا کہ جب میں آرام کرنے کے لیے اپنے بستر پر گیا تو میرے پاس دو حبشی
پہونچے اُنھوں نے میری مشکیں باندھ دیں۔ ایک نے دوسرے سے کہا، اسے لے چلو اور جہنم میں ڈال دو
جب وہ مجھے لیکر چلے تو درمیانِ راہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملے تو میں نے آنحضرتؐ سے
فریاد کی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! اب میں دوبارہ ایسی حرکت نہ کروں گا۔

آنحضرتؐ نے اُن حبشیوں سے میری سفارش فرمائی، اُنھوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ مگر
اس تھوڑے ہی سے عرصے میں اُن سے جس قدر اذیت و تکلیف پہونچی ہے وہ ناقابلِ بیان ہے
جس کو میں اب بھی محسوس کر رہا ہوں۔

حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا، خیر گذشت آنچہ
گذشت آپ کو جو وصیت وغیرہ کرنا ہو کرلیں۔ (آپ کی موت قریب ہے)

اُنھوں نے کہا، میں کس بات کی وصیت کروں، میرے پاس کوئی مال نہیں،
کثیر العیال بھی ہوں اور مقروض بھی۔

آپؑ نے فرمایا، آپ کا قرض میں ادا کروں گا اور آپ کے عیال میرے عیال
کے ساتھ رہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ ابھی ہم لوگ مدینہ ہی میں تھے کہ ان کا انتقال ہوگیا۔
حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اُن کے اہل و عیال کو اپنے اہل و عیال میں
ضم کرلیا۔ ان کے قرض کو ادا کر دیا اور ان کی دختر سے اپنے ایک لڑکے کی شادی کردی۔

(الخرائج والجرائح ص۲۳۲)

● ف حسین بن ابی العلا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابوعبداللہ
علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا اور اُس نے اپنی زوجہ کی شکایت کی کہ
بداخلاقی سے میرے ساتھ پیش آتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا اُسے میرے پاس لے آؤ۔
جب وہ آئی تو آپؑ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ تو اپنے شوہر کو کیوں ستاتی ہے؟
وہ اس قدر بداخلاق عورت تھی کہ اس نے اپنے شوہر کو آپؑ کے سامنے کوسنا شروع کردیا

آپؑ نے فرمایا، دیکھ، اگر تو اسی طرح اپنی ضد پر قائم رہی تو تین دن سے
زندہ نہ رہے گی۔

اُس نے کہا کہ میں تو خود بھی یہی چاہتی ہوں کہ تا ابد اس کی صورت نہ دیکھوں

آپؑ نے اُس کے شوہر سے فرمایا، اپنی زوجہ کو لے جاؤ اب تم دونوں کا
تین دن سے زیادہ نہ رہے گا۔

چنانچہ تیسرے دن اُس کا شوہر آیا، امام علیہ السلام نے اُس کی زوجہ کے
میں دریافت فرمایا تو اُس نے کہا، واللہ میں ابھی ابھی اُس کو دفن کر کے آرہا ہوں۔

راوی کہتا ہے میں نے پوچھا کہ اس کی زوجہ کا کیا حال ہے۔ ؟

آپؑ نے فرمایا، وہ اپنے شوہر کی نافرمان تھی اور اُس کے ساتھ زیادتی
کرتی تھی۔ اللہ نے اُس کی عمر کے سلسلے کو کاٹ کر اِس کو نجات دیدی۔

(مناقب جلد ۳ صـ ۳۵۱)

(۴۱) ═ بد دُعا کا اثر

میثمی کا بیان ہے کہ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ میں
ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ آپؑ نے اپنے غلام سے
اور زمزم کے کنویں سے پانی لے آؤ۔

غلام گیا اور تھوڑی دیر میں ہی بغیر پانی لیے واپس آیا اور کہنے لگا کہ چاہ
غلاموں میں سے ایک غلام نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تم عراق کے خدا کے
جا رہے ہو اس لیے تمھیں پانی نہیں دیا جائے گا۔

یہ سُن کر آپؑ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ آپؑ نے کھانے سے ہا
اور اپنے لبوں کو ذرا حرکت دی، پھر غلام سے فرمایا، اب جاؤ اور پانی لے آؤ کوئی منع نہ کر
کہہ کر پھر آپؑ کھانا تناول فرمانے لگے۔ کچھ دیر کے بعد غلام نے آکر اطلاع دی کہ مولا !
مجھے پانی دینے سے منع کیا تھا وہ چاہِ زمزم میں گر کر مر گیا اور لوگ اس کو نکالنے میں مص
یہ سن کر آپؑ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ (الخرائج والجرائح)

(۴۲) ═ ایک ایسی تقریر جس کو ہر شخص نے اپنی اپنی زبان میں سُنا

ابان بن تغلب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے گھر سے مدینہ حضرت ا

جعفر صادق علیہ السلام کی قدمبوسی کے لیے گیا۔ جب دروازے پر پہونچا تو دیکھا کچھ لوگ آپ سے
ملاقات کر کے باہر نکل رہے ہیں جن سے میں واقف نہ تھا جو شکل و صورت میں بہت ہی خوبصورت
خوش رو تھے کہ میری نظر سے نہ گذرے تھے، بالکل خاموش طبع جیسے بولنا ہی نہ جانتے ہوں۔
جب میں اندر یعنی بیت الشرف میں داخل ہوا تو دیکھا کہ آپؑ سامعین سے ایک حدیث بیان فرما رہے
ہیں۔ اس کے جملہ حضراتِ سامعین بیت الشرف سے باہر آئے جن میں سے کچھ لوگ مختلف زبانوں
اور مختلف ملکوں اور علاقوں کے نظر آئے۔ سب نے وہ حدیث سُنی اور سمجھی۔ جب ان میں سے کسی
سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے تو میری
فارسی میں ہی وہ حدیث بیان کی، عرب یہ کہتا تھا کہ نہیں، بلکہ آپؑ نے عربی زبان میں حدیث بیان کی
حبشی بولا کہ نہیں جناب آپؑ نے تو میری زبان میں حدیث بیان فرمائی، نبطی اور سقلبی کہنے لگے
کہ آپؑ نے وہ حدیث ہماری زبانوں میں بیان فرمائی تھی۔

الغرض یہ لوگ پھر پلٹ کر آپؑ کی خدمت میں پہونچے اور سب نے اختلافِ زبان اور
حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس حدیث کو تم میں سے ہر شخص نے سُنا اور سمجھا
ہے اللہ تعالیٰ نے یہ اعجاز ہمیں عطا فرمایا ہے۔ (کہ ہم کسی زبان میں گفتگو کریں سامع اس کو اپنی زبان
میں سمجھ لیتا ہے علاوہ ازیں ہم ہر زبان سے واقف ہیں۔) (الخرائج والجرائح)

(۴۳) ═ ائمہ کیلئے اللہ کی نعمتیں

داؤد ابن کثیر رقی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت
ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ وہاں آپ کے پاس آپؑ کے فرزند حضرت موسیٰ
علیہ السلام بھی تشریف لے آئے مگر وہ کچھ بیچینی محسوس کر رہے تھے۔

آپؑ نے اپنے فرزند کی مزاج پرسی فرمائی۔

عرض کیا، بابا جان ! الحمد للہ کہ میں اللہ کی حفظ و امان میں ہوں اور نوع بہ نوع
نعمتوں سے متنعم ہوں مگر اس وقت انگورِ حبشی اور انار مل جاتے تو بہتر ہوتا۔

میں نے کہا، سبحان اللہ ! عالیجاہ یہ تو موسم سرما ہے اس وقت یہ نہیں میسر ہو سکتے۔

حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا، اے داؤد ! اللہ ہر شے پر قادر ہے۔ باغ میں
ایک درخت پر تم کو انار اور انگور کی بیل پر انگورِ حبشی مل جائیں گے۔

میں نے عرض کیا، میں آپؑ حضرات کی ظاہری و مخفی دونوں امامت کی حکمرانی پر
ہوں۔ پھر جا کر انگور اور انار باغ سے توڑے اور لا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں

(۳) آپؑ نے فرمایا، تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ ایک شخص غسلِ جنابت کر رہا ہے
اُس کے جسم سے پانی کے قطرات ٹپک کر پانی کے برتن میں گر رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا جی ہاں یہی پوچھنا ہے۔

آپؑ نے فرمایا، اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

پھر فرمایا، تم دریافت کرنا چاہتے ہو یا میں بتاؤں ؟

میں نے عرض کیا، جی ہاں آپؑ ہی ارشاد فرمائیں۔

(۴) آپؑ نے فرمایا، تم یہ دریافت کرنے آئے ہو کہ ایک تالاب ہے جس کے
کنارے پر نجاست پڑی ہوئی ہے، کیا اس میں وضو کر سکتے ہیں ؟

میں نے عرض کیا، جی ہاں یہ بھی دریافت طلب ہے

آپؑ نے فرمایا، اگر اس کے پانی میں بدبو نہ غالب ہو گئی ہو تو دوسرے کن
پر جا کر وضو کر سکتے ہو۔ اور تم کنوئیں کا پانی جو ٹھہرا ہوا ہے اُس کے متعلق بھی پوچھنا چاہتے
اس میں کوئی تغیر و تبدل نہ ہو گیا ہو، یا اس میں بدبو نہ آگئی ہو تو اُس کے پانی سے وضو کیا

میں نے پوچھا، تغیر کا کیا مطلب ہے ؟

آپؑ نے فرمایا، رنگ میں تغیر (یعنی زردی مائل وغیرہ) اور جب پانی ا
غالب اور کثیر ہے تو وہ طاہر ہے۔ (بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱ ص

• سند کتاب مناقب ابنِ شہر آشوب میں بھی شہاب سے یہی روایت منقول
• سند زیاد بن ابی حلال سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ لوگوں کے در
جابر بن یزید اور اس کی عجیب عجیب روایات و احادیث کے متعلق اختلاف ہوا، تو م
کے متعلق دریافت کرنے کے لیے حضرتؑ ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا
نے میرے دریافت کرنے سے پہلے ہی فرمایا، اللہ تعالیٰ جابر بن یزید جعفی پر رحم فرمائے وہ
بیان کردہ روایات بیان کرتا ہے اور خدا مغیرہ بن سعید پر لعنت کرے وہ غلط روایات
ہم سے منسوب کرتا ہے۔ (بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱ ص

• سند عمر بن یزید سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرت ابو عبداللہ ایک
درد میں مبتلا تھے، میں آپؑ کی خدمت میں حاضر تھا آپؑ نے کروٹ لی اور اپنا رُخ دی
کی طرف کر لیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا معلوم نہیں اس مرض میں آپؑ کا کیا انجام ہو۔ میں
بھی نہ پوچھا کہ آپؑ کے بعد امام کون ہوگا ؟ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپؑ نے پھر کروٹ بد
رُخِ انور میری طرف کیا اور فرمایا، تم جیسا سوچ رہے ہو، ایسا نہیں ہوگا، اس درد سے مجھے کوئی خطر

• سند حسین بن موسیٰ حناط کا بیان ہے کہ میں اور جمیل بن دراج اور عائذ احمسی حج
کے ارادے سے نکلے۔ عائذ کہتا تھا کہ مجھے حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام سے ملاقات کر کے ایک
مسئلہ دریافت کرنا ہے۔

چنانچہ ہم لوگ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیٹھ گئے۔ تو آپؑ نے بغیر
کچھ پوچھے ہوئے خود ہی فرمایا سنو ! انسان پر جو فریضہ اللہ نے عائد کر دیا ہے۔ اگر اس نے
اس کو ادا کر لیا ہے تو اس سے کسی اور چیز کی بازپرس نہ ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم نے عائذ کو آنکھ سے اشارہ کیا اور سب لوگ اُٹھے
تو عائذ سے پوچھا تمھیں کون سا مسئلہ پوچھنا تھا ؟

اس نے کہا ابھی ابھی جس کا جواب تم نے سن لیا، میں شب میں قیام کی طاقت نہیں
رکھتا مگر کہیں ایسا نہ ہو کہ میں عدم قیام کی وجہ سے گنہگار اور ماخوذ نہ ٹھہرا دیا جاؤں اور ہلاکت میں
پڑ جاؤں۔

(بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱ ص ۶۴)

• سند کشف الغمہ میں دلائل حمیری سے عائذ سے یہی روایت مرقوم ہے۔

(کشف الغمہ جلد ۲ ص ۲۲۴)

• سند مناقب ابنِ شہر آشوب میں حسن بن موسیٰ حناط سے اسی کے مثل روایت منقول ہے

(مناقب ابنِ شہر آشوب - تہذیب جلد ۲ ص ۱۰)

• سند جعفر بن ہارون زیات سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ طوافِ کعبہ
میں مشغول تھا کہ یک بیک میری نظر حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام پر پڑی۔ میں نے دل میں کہا۔
"یہ وہ ہیں جن کی لوگ اتباع کرتے ہیں حالانکہ یہ بھی ایسے ہی ہیں (ہم جیسے بشر)۔ ابھی میں اسی
خیال میں تھا کہ کسی نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور سامنے آکر فرمایا۔" اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا
نَّتَّبِعُهٗۤ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ" (سورۃ القمر آیت ۲۴)
(کیا ہم ایسے کی اتباع کریں جو ہم ہی میں سے ایک بشر ہے ؟ اگر ہم نے ایسا کیا تو گمراہ ہو کر جہنم
میں جائیں گے۔)

(بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱ ص ۶۵)

• سند خالد بن نجیح جوان سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو عبداللہ
علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا مگر اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ کس کے
سامنے حاضر ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے مجھے اپنے قریب بلایا تو فرمایا
شخص (غلط نہ سوچ) میرا بھی ایک رب ہے جس کی میں عبادت کرتا ہوں

پیش کیے اور آپؑ نے وہ تناول فرمائے۔

پھر حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا، اے داؤد! یہ اُسی رزق …
میں سے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اُفقِ اعلیٰ سے حضرت مریمؑ بنتِ عمران کے لیے مخصوص فر…

(الخرائج والجرائح)

(۴۴) سیرِ عالم

داؤد رقی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوعبداللہ امام …
علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔

آپؑ نے مجھ سے دریافت فرمایا، تمہارا چہرہ اُداس کیوں ہے؟

میں نے عرض کیا، قرض اور رسوائی نے چہرے کو متغیر کر دیا ہے۔ میرا ا…
کہ اپنے بھائی کو لانے کے لیے سندھ کا سمندری سفر کروں۔

آپؑ نے فرمایا جب چاہو چلے جاؤ۔

میں نے عرض کیا، مگر سمندر کی ہولناکیوں اور تکلیفوں سے ڈرتا ہوں …

آپؑ نے فرمایا، وہ ذات جو خشکی میں تمہاری حفاظت کرتی ہے وہی سمندر …
تمہارا حافظ اور نگہبان ہے۔ اے داؤد سنو! اگر میرا اسم اور میری روح نہ ہوتی تو نہ دریا …
پھل پکتے، نہ درخت سرسبز ہوتے۔

داؤد کا بیان ہے کہ پھر میں سمندری جہاز پر سوار ہوا اور ایک سو بیس دن کا …
ساحلِ سمندر کے قریب اللہ نے جہاں چاہا مجھے پہونچا دیا اور روزِ جمعہ قبل از زوال باہر نکلا …
کہ آسمان پر ہر طرف بادل چھائے ہوئے ہیں اور ایک نور ہے جو وسطِ آسمان ساطع ہے …
روشنی زمین کو منور کر رہی ہے۔ اچانک میں نے سُنا کہ اے داؤد! یہ وقت تمہارے قرض کی ادا…
کا ہے سر اٹھاؤ، تم سلامت ہو۔

میں نے سر اٹھایا تو پھر آواز آئی "ان سرخ سرخ شگوفوں کے پیچھے جو کچھ …
ٹیلہ۔ میں وہاں پہونچا تو دیکھا کہ بہت سی طلاء احمر (سرخ سونے) کی اینٹیں ہیں، جن کے …
صاف اور سادہ ہے اور دوسری جانب یہ تحریر ہے هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ …
اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ٥ (سورۂ ص آیت ۳۹)
(یہ ہماری عطا ہے پس احسان کر دیا اپنے ہی پاس رکھو، جو بے حساب ہے۔) میں …
اٹھا لیا اور سوچا کہ مدینہ تک ان میں کوئی تصرف نہ کروں گا۔ مدینہ واپس آیا اور امامؑ کی خدمت میں …

اب تم اللہ کا شکر ادا کرو۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے آپؑ کے خادم سے دریافت کیا۔ اُس نے بتایا کہ اس وقت آپؑ اپنے اصحاب سے باتیں کر رہے تھے جن میں حمران اور عبدالاعلیٰ تھے۔ آپؑ اُن ہی کی طرف متوجہ تھے اور یہی باتیں کر رہے تھے جو تم نے بتائی ہیں۔ پھر نماز کا وقت آگیا تو آپؑ نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی، اس کے بعد میں نے ان تینوں اصحاب سے بھی دریافت کیا تو انھوں نے بھی یہی واقعہ بیان کیا۔ (المصدر السابق صـ ۲۳۳)

(۴۵) تعلیم القرآن اور آپؑ کا اعجاز

روایت کی گئی ہے کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک غلام جس کا نام مسلم تھا وہ اچھی طرح قرآن نہیں پڑھ سکتا تھا۔ آپؑ نے ایک رات اس کو قرآن مجید کی تعلیم دی تو صبح کو وہ اچھی طرح از خود قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا پہلے ہی سے قرآن مجید پڑھا ہوا ہو۔

(۴۶) باطن کا علم

ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی گئی ہے اُس کا بیان
… کہ میں کچھ مال حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے لے گیا اور
… کہا کہ بہت سا مال دے رہا ہوں۔ جب میں آپؑ کی خدمت میں پہونچا تو آپؑ نے اپنے
… کو آواز دی اور فرمایا کہ مکان کے ایک گوشے میں ایک طشت رکھا ہوا ہے اُسے لے آؤ۔

جب طشت آیا تو آپؑ نے کچھ کلمات پڑھے تو طشت سے اس قدر دینار گرے
… اور غلام کے درمیان ایک بڑا ڈھیر لگ گیا۔

آپؑ نے فرمایا، کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ تمہارے مالِ کثیر کے ہم محتاج ہیں؟
… مال صرف اس لیے قبول کر لیتے ہیں تاکہ تمہیں (تمہارے مال کو) ظاہر کر دیں۔

(الخرائج والجرائح صـ ۲۳۳)

آپؑ کے اشارے پر پہاڑ چلنے لگا

عبدالرحمٰن بن حجاج کا بیان ہے کہ میں
…رت ابوعبداللہ علیہ السلام کے ساتھ مکہ …

مولا! یہ بتائیں کہ امام کی کیا پہچان ہے؟
فرمایا، اے عبدالرحمٰن! امام اگر اس پہاڑ سے اشارۃً کہہ دے کہ تو اپنی
حرکت کر، تو وہ اپنی جگہ چھوڑ دے۔
میں نے جب اُس پہاڑ کی طرف دیکھا تو وہ واقعاً اپنی جگہ چھوڑ کر چل
آپؑ نے پہاڑ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا
جگہ سے حرکت کرے۔ (الخرائج والجرائح ص ۲۳۳)

(۴۸) آپؑ کے معجزات

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں حضر
جعفر صادق (ابوعبداللہ) علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ معلّیٰ بن خنیس آپؑ کی
میں روتے ہوئے آئے۔
آپؑ نے اُن سے سببِ گریہ دریافت فرمایا۔
معلّیٰ نے جواب میں عرض کیا کہ مولا! کچھ لوگ باہر کھڑے ہوئے کہہ
کہ فضیلت میں ہم سے افضل کوئی نہیں ہے بلکہ ہم سب برابر ہیں۔
یہ سُن کر آپؑ نے قدرے سکوت فرمایا، پھر آپؑ نے کھجوروں کا ایک
اس میں سے ایک کھجور اُٹھا کر اُس کے دو ٹکڑے کیے، کھجور تناول فرمائی اور اُس کی گٹھلی
ڈال دیا، وہ فوراً درخت بن گئی دیکھتے ہی دیکھتے اس میں پھل بھی آ گئے۔ آپؑ نے اس
ایک پھل توڑا، اُس کو درمیان سے دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا تو اُس کے اندر سے ایک رقـ
ہوا وہ رقعہ آپؑ نے معلّیٰ کو دیا اور فرمایا، اس کو پڑھو، معلّیٰ نے پڑھا تو اس میں لکھا
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول
علی المرتضیٰ، الحسن والحسین وعلی ابن الحسین اور اسی طرح ترتیب
امام آخر الزمان علیہم السلام تک اسماء مذکور تھے۔ (الخرائج والجرائح ص ۲۳۳)

معجزۂ دیگر:

مروی ہے کہ ابومریم مدنی نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں
ارادے سے چلا اور مقام شبوہ کے قریب پہونچا میں اپنے گدھے پر سوار تھا، دل میں کہا کہ
پہونچ کر سب کے ساتھ باجماعت نماز ادا کروں، مگر جب پہونچا تو دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ
اور حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام دوش پر ردا ڈالے ہوئے تسبیحات میں مشغول ہیں، مجھے

آپؑ نے فرمایا، اے ابومریم! تم نے نماز پڑھ لی؟
میں نے عرض کیا، نہیں۔
آپؑ نے فرمایا، نماز پڑھ لو۔
میں نے نماز ادا کی، پھر وہاں سے ہم لوگ چلے، میں آپؑ کی محمل کے ساتھ ساتھ تھا، میں نے سوچا کہ آج مولا سے تخلیہ کا موقع ملا ہے لہٰذا جی بھر کر جو مسائل چاہوں گا آپؑ سے دریافت کروں گا۔
آپؑ نے فرمایا اے ابومریم! کیا تم میری محمل کے ساتھ ہی ساتھ چل رہے ہو؟
میں نے عرض کیا جی ہاں۔ (اُس وقت آپؑ کی سواری پر محمل کے پیچھے آپؑ کا غلام سالم بیٹھا ہوا تھا۔) آپؑ نے مجھے دیکھا کہ میں کچھ بےچین سا ہوں۔
آپؑ نے دریافت کیا کہ اے سالم! کیا تمھارے پیٹ میں کچھ تکلیف ہے؟
میں نے عرض کیا، جی ہاں۔
آپؑ نے فرمایا کیا گذشتہ شب تم نے مچھلی کھائی تھی؟
میں نے عرض کیا جی ہاں۔
آپؑ نے فرمایا، اس کے بعد کھجوریں بھی کھائی تھیں یا نہیں؟
میں نے عرض کیا، جی نہیں۔
آپؑ نے فرمایا، اگر اس کے بعد تم نے کھجور کھالی ہوتی تو یہ مچھلی ضرر رساں نہ ہوتی۔
الغرض ہم لوگ چلتے رہے اور بوقتِ زوال آپؑ سواری سے اُترے۔ غلام سے فرمایا کہ وضو کے لیے پانی لاؤ۔ وہ پانی لایا۔ آپؑ نے وضو فرمایا۔ قریب تھا ایک درخت کا تنا تھا، آپؑ اُس تنے کے قریب گئے اور فرمایا، اے تنے! اللہ نے تیرے اندر جو کچھ پیدا کیا ہے اُس میں سے کچھ ہمیں بھی کھلا دے۔
راوی کا بیان ہے کہ آپؑ کے یہ فرماتے ہی درخت کے تنے میں ایک جنبش پیدا ہوئی اور وہ سرسبز ہو گیا، شاخیں، ان میں شگوفے اور پھر پھل پختہ ہو گئے۔ آپؑ نے اس میں سے خود بھی تناول فرمائے اور مجھے بھی کھلائے۔ (اور یہ سب کچھ چشم زدن میں ہو گیا۔)
(الخرائج والجرائح)

معجزۂ دیگر:

ابوخالد نے ایک مرد کندی سے جو بنی عباس کا تیغ بردار تھا روایت کی
اُس کا بیان ہے کہ جب ابودوانیق حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام اور اسماعیل کے پاس قدرخانے

میں داخل ہوا اور دونوں کو قتل کا حکم دے کر چلا گیا۔

قاتل (اللہ کی لعنت ہو اُس پر) حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس شب کے وقت آیا، آپؑ کو قید خانہ کے حُجرے سے نکالا، تلوار کا وار کر کے قتل کر پھر اسماعیل کی طرف بھی قتل کی نیت سے بڑھا لیکن ان دونوں میں کچھ ردّ و کد ہوئی بالآخر بھی قتل کر کے ابو دوانیق کے پاس پہونچا۔

ابو دوانیق نے اس قاتل کو دیکھ کر پوچھا، کیا کر کے آئے ہو؟

اُس نے کہا میں نے دونوں کو قتل کر کے آپ کو اُن کی فکر سے چھٹکارا دلا د

جب صبح ہوئی تو حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام اور اسماعیل اپنی جگہ بیٹھے ہو تھے اور ان دونوں نے ابو دوانیق سے ملاقات کی اجازت چاہی۔

یہ سن کر ابو دوانیق نے قاتل کو بلایا اور دریافت کیا کہ کیا تو نے ان کو قتل نہ

اس نے کہا، جی ہاں میں نے دونوں کو پہچان کر قتل کیا تھا۔

ابو دوانیق نے کہا، اُس جگہ جا کر دیکھ جہاں تو نے ان کو قتل کیا تھا۔

قاتل وہاں پہونچا تو دیکھا کہ وہاں دو اونٹ نحر کیے ہوئے پڑے ہیں۔ یہ د مبہوت ہو گیا۔ واپس آیا اور حیرت و استعجاب کے عالم میں گردن جھکا کر کھڑا ہو گیا اور اسکو بتایا کہ وہاں تو دو اونٹ نحر کیے ہوئے پڑے ہیں جبکہ میں نے ان دونوں کو قتل کیا تھا۔

ابو دوانیق نے کہا، دیکھ یہ بات تیرے منھ سے کوئی نہ سنے۔ یہ واقعہ تو بالکل کا ہوا ہے جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رو نما ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ یہ ارشاد

" وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ (سورۂ نسا

(حالانکہ انھوں نے اُس کو نہ قتل کیا، اور نہ صلیب دی، بلکہ اُن کے لیے (ایک دوسرے شخص اس کی (عیسیٰؑ کی) شبیہ بنا دیا گیا۔)

(۷۹) — مُردے کو زندگی بخشنا

عیسیٰ بن مہران سے روایت ہے کہ اہلِ خرا میں سے درار النہر کا رہنے والا ایک شخص جو خوشحال اور محبِّ اہلِ بیتؑ تھا، جو ہر سال حج کے جاتا تھا۔ اُس کا معمول تھا کہ حج سے فراغت کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی زیا لیے مدینہ جاتا اور اپنے مال میں سے ایکہزار دینار امامؑ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا کرتا تھا کی زوجہ اس کی چچا زاد بہن تھی۔ دونوں ہی خوشحال تھے۔ ایک سال اُس نے اپنے شوہر سے

اِس سال میں آپ کے ساتھ حج و زیارت کے لیے جانے کی خواہش مند ہوں۔ اُس کے شوہر نے بھی رضامندی ظاہر کی۔ چنانچہ اُس نے حج و زیارت کا سامان تیار کیا اور حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے عیال اور آپؑ کی صاحبزادیوں وغیرہ کے لیے خراسان کے لباسہائے فاخرہ قطن و کتاں کے کپڑے اور جواہرات وغیرہ فراہم کیے، اور اُس کے شوہر نے حسب معمول ایک ہزار دینار تھیلے میں رکھے، پھر اُس تھیلے کو اُس صندوقچہ میں رکھا جس میں زیورات اور عطریات رکھے تھے اور یہ سب لیکر مدینہ کے ارادے سے گھر سے نکلا۔ وہاں پہونچ کر حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، سلام عرض کیا اور کہا کہ امسال اپنی زوجہ کو حج و زیارت کی غرض سے ہمراہ لایا ہوں اجازت دیجیے کہ وہ آپؑ کے بیت الشرف پر حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہو سکے۔

آپؑ نے اجازت دی۔ وہ مومنہ آئی اور جو کچھ ساتھ لائی تھی وہ تحائف پیشِ خدمت کیے اور اپنی قیامگاہ پر واپس ہو گئی۔

دوسرے دن شوہر نے زوجہ سے کہا، وہ صندوقچہ نکالو جس میں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے ہیں۔ زوجہ نے صندوقچہ اپنے شوہر کو دیدیا، اُس نے صندوقچہ کھولا تو اس میں ایک دینار کی تھیلی کے علاوہ زیورات وغیرہ سب کچھ موجود تھا۔ یہ بہت حیران ہوا کہ صرف دینار ہی غائب ہو گئے باقی تمام چیزیں موجود ہیں۔ بہرحال مجبوراً اُس نے زیورات رہن رکھ کر ایک ہزار دینار قرض لیے اور حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؑ نے فرمایا، تمھارے ایک ہزار دینار تو ہم تک پہونچ چکے ہیں۔

اُس نے عرض کیا، مولا! آپؑ کے پاس کیسے پہونچ گئے؟

آپؑ نے فرمایا، مجھے کچھ رقم کی ضرورت تھی اس لیے جو رقم تم میرے لیے لیکر آرہے تھے میں نے ایک جِنّ کے ذریعے سے وہ رقم منگوالی۔ جب کبھی اچانک کوئی ضرورت درپیش ہوتی ہے تو میں اپنے شیعہ جِنّوں میں سے کسی کے ذریعے کام کرالیتا ہوں۔

الغرض وہ شخص اپنی زوجہ کے پاس قیامگاہ پر جانے کی غرض سے واپس ہوا تو واپسی پر اُس نے ایکہزار دینار اپنے امین کو واپس کیے، زیورات لیکر جب گھر (قیامگاہ پر) پہونچا تو دیکھا کہ اُس کی زوجہ کا انتقال ہو گیا۔ کنیز سے حال دریافت کیا تو اُس نے بتایا کہ اچانک دل کا دورہ ہوا اور انتقال کیا۔ مجبوراً صبر کے علاوہ چارۂ کار بھی کچھ نہ تھا لہٰذا تجہیز و تکفین کے انتظام کے لیے چلا اور امامؑ کی خدمت میں پہونچا اور عرض کیا کہ مولا! آپؑ کی کنیز (زوجہ) کا انتقال ہو گیا ہے آپؑ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھا دیں۔

اچانک یہ خبر اندوہناک سنکر آپؑ نے اسکو دلاسہ دیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر بارگاہِ میں التجا کی، پھر اُس سے کہا کہ تم اپنی قیامگاہ پر جا کر دیکھو تمھاری زوجہ فوت نہیں ہوئی ہے بلکہ

تم جاکر دیکھو گے کہ وہ کنیز کو ہدایات دے رہی ہوگی وہ بالکل صحیح وسلامت ہے۔

یہ سُن کر وہ شخص اپنی قیامگاہ پر پہونچا اور جس طرح امامؑ نے فرمایا تھا اپنی زوجہ کو اسی حالت میں دیکھ کر بہت مسرور ہوا۔ بعدۂ حج کے ارادے سے مکّہ روانہ ہوا۔ اور حضرت امام جعفر علیہ السّلام بھی حج کے لیے تشریف لے گئے۔ دورانِ طواف اس کی زوجہ نے حضرت امام جعفر علیہ السّلام کو دیکھا اور اپنے شوہر سے کہا کہ یہی وہ شخص ہیں جنھوں نے میری روح میرے جسم میں واپس کرنے کی سفارش فرمائی تھی۔

اس کے شوہر نے کہا "اے نیک بخت! یہی تو میرے مولا و آقا امام ابوعبداللہؑ ہیں۔"

(الخرائج والجرائح)

●۔۔۔ دیگر :۔

داؤد رقّی کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک نوجوان روتا ہوا آیا اور عرض کرنے لگا کہ مولا! میں نے نذر کی تھی کہ اپنی زوجہ کے ساتھ حج کروں گا لیکن وہ یہاں (مدینہ) پہونچ کر مر گئی۔

آپؑ نے فرمایا، جاؤ وہ مری نہیں ہے۔

اُس نے عرض کیا، مولا! میں تو اُس کی میت تیار کر کے آپؑ کی خدمت میں آیا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا، تم جاکر دیکھو تو سہی، (وہ زندہ ہے)

وہ جوان واپس گیا اور کچھ دیر کے بعد خوش و خرم ہنستا ہوا آیا اور بولا کہ مولا! آپ نے صحیح فرمایا تھا وہ تو واقعتاً زندہ بیٹھی ہوئی ہے۔

آپؑ نے مجھ سے دریافت فرمایا "اے داؤد! کیا اب بھی تم ایمان نہیں لائے؟"

میں نے عرض کیا، میرا ایمان تو ہے مگر صرف اطمینانِ قلب چاہتا تھا۔

پھر یومِ ترویہ آپؑ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے اپنے رب کے بیت (خانۂ کعبہ) ...

میں نے عرض کیا، مولا! یہ عرفات ہے۔

آپؑ نے فرمایا، جب عشاء کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو میرے ناقے کی مہار تھام کر اُسے لے آؤ۔

میں نے ایسا ہی کیا۔ بعد عشاء گیا۔ آپؑ برآمد ہوئے، پہلے سورۂ قل ھو اللہ احد اور سورۂ یٰسٓ کی تلاوت فرمائی، پھر ناقہ پر سوار ہوئے اور مجھے بھی ناقے پر اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ ہم وقت آہستہ آہستہ چلے اور جہاں کے جو اعمال تھے بجا لائے۔ پھر فرمایا، یہ بیت اللہ ہے، وہاں کے بھی اعمال بجا لائے۔ جب صبح طلوع ہوئی تو کھڑے ہوئے اذان کہی اقامت کہی اور مجھے

اپنے برابر کھڑا کر لیا۔ پہلی رکعت میں سورۂ الحمد اور سورۂ والضحیٰ کی تلاوت کی۔ دوسری رکعت میں سورۂ الحمد اور سورۂ اخلاص کی تلاوت فرمائی پھر قنوت پڑھا، سلام پڑھا اور بیٹھ گئے۔ جب آفتاب طلوع ہوگیا تو وہی جوان اپنی زوجہ کو لیے ہوئے ادھر سے گذرا تو اس کی زوجہ نے اپنے شوہر سے کہا، یہی تو وہ شخص ہیں جنھوں نے اللہ سے سفارش کر کے مجھے دوبارہ حیات عطا فرمائی۔ (الخرائج والجرائح)

(۵۰) ═ علمِ مافی الضمیر

عبدالحمید جرجانی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ:

ایک مرتبہ ایک غلام کسی جھاڑی سے کچھ انڈے اٹھا لایا، میں نے دیکھا کہ ان میں اور مرغی کے انڈوں میں کچھ فرق ہے۔

میں نے پوچھا، یہ کیا ہے؟

اُس نے کہا، یہ مرغابی کے انڈے ہیں۔

میں نے ان کے کھانے سے احتیاط کی کہ جب تک حضرت ابوعبداللہ علیہ السّلام سے دریافت نہ کر لوں، نہ کھاؤں گا۔ پھر مدینہ آیا اور آپؑ سے بہت سے مسائل دریافت کیے اور یہ مسئلہ بھول گیا۔ جب وہاں سے کوچ کرنے لگا تو وہ مسئلہ یاد آگیا، ناقوں کی قطار کی مہار میرے ہاتھ میں تھی۔ میں نے وہ مہار فوراً اپنے ساتھی کو دیدی اور حضرت ابوعبداللہ علیہ السّلام کی خدمت میں آیا۔ دیکھا وہاں بڑا ہجوم ہے۔ میں آپؑ کے رُوبرو کھڑا ہوگیا۔

آپؑ نے سر اٹھایا اور فرمایا "اے عبدالحمید! ہمارے یہے بھی مرغابیاں آتی ہیں۔"

میں نے کہا۔ بس مجھے جو پوچھنا تھا آپؑ نے بتا دیا۔ پھر وہاں سے پلٹ کر اپنے ساتھیوں سے ملحق ہوگیا۔

(الخرائج والجرائح)

●۔۔۔ شعیب عقرقوفی سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں اور علی بن ابی حمزہ اور ابوبصیر ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میرے پاس تین سو دینار تھے جو میں نے آپؑ کے سامنے پیش کیے۔ آپؑ نے ان میں سے ایک حصّہ لے لیا اور بقیہ مجھے واپس کر کے کہا "اسے اسی مقام پر رکھ دو جہاں سے تم نے لیا ہے۔"

ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا "اے شعیب! ان دیناروں کا کیا ماجرا ہے جو تمھیں واپس کیے گئے ہیں؟"

شعیب نے کہا، یہ میں نے اپنے بھائی عمروہ کی رقم میں سے نکال لیے تھے لیکن میرے متعلق بھائی کو کوئی علم نہیں ہے۔

اُنھوں نے ہماری صلح کرادی اور یہ رقم بھی اپنے پاس سے ادا کی۔ پھر ہم دونوں ایک دوسرے سے مطمئن ہو گئے تو اُنھوں نے کہا کہ سنو! یہ رقم میری نہیں ہے بلکہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق کا حکم ہے کہ اگر ہمارے اصحاب میں سے دو آدمیوں میں کوئی مالی تنازعہ ہو تو میرے مال میں سے دے کر اُن کا جھگڑا چکا دو۔ یہ رقم دراصل حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی ہے۔ (الکافی جلد ۲ ص...)

(۷۲) = اپنی امامت کا اعلان

عمرو ابنِ ابی مقدام سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا، حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام یومِ عرفہ موقف پر کھڑے بآوازِ بلند لوگوں کو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ ایہا النّاس سنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ امام تھے پھر علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام، پھر حسنؑ، پھر حسینؑ پھر علی ابن الحسینؑ پھر محمدؑ ابنِ علیؑ پھر...

یہ اعلان آپ نے تین مرتبہ سامنے والوں کی طرف رُخ کر کے کیا، تین مرتبہ دائیں جانب، تین مرتبہ بائیں جانب تین مرتبہ اپنے پسِ پشت کے لوگوں کی طرف رُخ کر کے یعنی... مرتبہ آپ نے یہ اعلان فرمایا۔

عمرو بن ابی مقدام کا بیان ہے کہ جب میں منیٰ میں آیا تو عربی والوں سے... کہ "سہ" کا کیا مطلب ہے؟

اُنھوں نے بتایا کہ لغت بنی فلاں میں "سہ" کا مطلب "اَنَا فَاسْئَلُوْنِیْ" یعنی... میں، مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔

راوی کہتا ہے پھر میں نے دوسرے عربی والوں سے پوچھا، اُنھوں نے بھی اسی... یہی مطلب بتایا۔ (الکافی جلد ۲ ص ۴۷۶)

(۷۳) = خالق کا کلام بزبانِ امامؑ

روایت کی گئی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نماز میں قرآن کی تلاوت فرما رہے تھے کہ غش کھا کر گر پڑے۔ جب غش سے افاقہ ہوا تو لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا سبب تھا کہ آپؑ کا یہ حال ہوا؟

آپؑ نے فرمایا "میں چند آیاتِ قرآنی کی بار بار تلاوت کر رہا تھا تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ میں یہ آیات براہِ راست اپنے مالک و خالق ہی سے سن رہا ہوں۔

(الکافی جلد ۵ ص ۹۱)

(۷۴) = اپنا سرمایہ مختلف مقامات پر رکھنا چاہیے

معمر بن خلاد کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ایک شخص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس ناصح بن کر آیا اور بولا۔ اے اباعبداللہ! آپ اپنی رقوم کو ایک جگہ کیوں نہیں رکھتے مختلف مقامات پر منتشر کر کے کیوں رکھتے ہیں، اگر یہ سب رقوم ایک جگہ رکھتے تو ان کا استعمال آسان ہوتا اور منفعت بھی زیادہ ہوتی۔

آپ نے ارشاد فرمایا، اگر ایک جگہ کی رقم پر کوئی آفت آئے تو دوسری جگہ کی رقم تو سلامت رہے اور تھیلی تو سب کو ایک جگہ جمع کر ہی لیتی ہے۔ (الکافی جلد ۵ ص ۹۱)

(۷۵) = جس چیز پر اپنا تصرف نہ ہو اُس کا وعدہ نہ کیا جائے

عمر بن یزید کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس ایک شخص کچھ رقم مانگنے کے لیے آیا میں بھی وہاں موجود تھا آپ نے فرمایا، آج تو میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ البتہ کچھ خطر اور وسیمہ آنے والا ہے وہ فروخت کر کے تمھیں کچھ دے دوں گا، انشاء اللہ۔

اُس شخص نے کہا۔ پھر آپ مجھ سے وعدہ کر لیں۔

آپ نے فرمایا، میں تم سے اُس چیز کا کیسے وعدہ کر لوں جو میرے قبضہ و تصرف میں نہ ہو۔ جس قدر مجھے اُمید ہے اتنی ہی مجھ سے تم بھی اُمید رکھو۔ (الکافی جلد ۵ ص ۹۶)

(۷۶) = رزقِ حلال

ابوجعفر فزاری کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے غلام مصادف کو طلب کیا اور اسے ایک ہزار دینار دیے اور فرمایا اس کا سامانِ تجارت خرید و اور مصر لے جاؤ۔ اس لیے کہ (بغیر اس کے معیشت میں اضافہ نہ ہوگا) میرے عیال متعلقین زیادہ ہو گئے ہیں۔

لہٰذا اُس نے سامانِ تجارت خریدا اور مصر کے تاجروں کے ہمراہ سفر پر گیا جب

۲۰ — خدا ترسی

"کتاب الروضہ میں ہے کہ ایک مرتبہ سفیانِ ثوری حضر
امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں آیا، دیکھا کہ آپؑ کا چہرۂ انور متغیر ہے۔

اُس نے عرض کیا ' کیا بات ہے ؟

آپؑ نے فرمایا ' میں نے اپنے گھر والوں کو مکان کی چھت پر چڑھنے کے
کیا ہوا ہے۔ مگر ابھی ابھی جب میں گھر میں گیا تو ایک کنیز میرے بچے کو گود میں لیے ہوئے سیڑ
چڑھ رہی تھی جب اس نے مجھے دیکھا تو کانپنے لگی اور اس کی گود سے بچہ زمین پر گر کر مر گیا۔ ا
میرا چہرہ اس بات پر متغیر ہے کہ میرا رُعب اور خوف اتنا اس کے دل پر کیوں بیٹھ گیا۔

آپؑ نے اُس کنیز سے فرمایا کہ یہ تیرا قصور نہیں ہے جا میں نے تجھے راہِ خدا میں
آزاد کیا۔

۲۱ — کلام الامام

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے دو اشعار کا

"تم اللہ کی نافرمانی کرتے ہو اور بظاہر اُس کی محبت کا دم بھی بھرتے ہو، یہ تو بڑے تعجب
بات ہے۔ سنو! اگر تمہارے دل میں اللہ کی سچی محبت ہوتی تو تم اس کی اطاعت کرتے، اُس
کہنے پر چلتے، اس لیے کہ ایک محبت کرنے والا اپنے محبوب کی بات مانتا بھی ہے اور اُس کے ک
پر چلتا ہے (کبھی بھی اُس کی مخالفت نہیں کرتا)"

• یہ اشعار بھی آپؑ ہی سے منسوب ہیں۔ (ترجمہ ملاحظہ ہو)

"حجتوں اور دلیلوں کے نشان بالکل واضح اور روشن ہیں، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ
دل اندھے ہیں، انہیں نظر نہیں آتا۔ تعجب اس امر کا ہے کہ نجات بالکل سامنے موجود
مگر ہلاک ہونے والے ہلاک ہو رہے ہیں۔"

• تفسیرِ ثعلبی میں اصمعی کے حوالے سے آپؑ کے دو اشعار مرقوم ہیں جن کا ترجمہ ملاح

"ہم اپنے نفسِ نفیس کی قیمت پروردگار سے لیتے ہیں۔ اس لیے کہ ساری مخلوق میں
کی قیمت کوئی ادا نہیں کر سکتا۔ اگر ہم اس کو فروخت کریں تو اس کے عوض جنت خرید سکتے
اور اگر اس کے علاوہ کسی شے کے عوض فروخت کیا تو اس میں گھاٹا ہی گھاٹا ہے کیونکہ اگر
کے عوض ہم نے اپنا نفس فروخت کر دیا تو نفس بھی گیا اور چند روز میں اس کی قیمت یعنی دنیا بھی چلی جا

• سفیان ثوری نے آپؑ کے ان اشعار کی روایت کی ہے جن کا ترجمہ پیشِ نظر ہے۔

"نہ فارغ البالی سے ہم خوش ہوتے ہیں، نہ تنگ حالی سے رنجیدہ۔ اگر زمانہ ہمیں خوشی دیتا ہے تو
ہم آپے سے باہر نہیں ہوتے، اگر رنج پہنچاتا ہے تو خاطر برداشتہ ہو کر اظہارِ غم نہیں کرتے۔"

"ہم لوگ ستاروں کے مانند ہیں۔ ایک ستارہ غروب ہو جائے تو دوسرا طلوع ہو جاتا ہے۔"

• یہ اشعار بھی آپؑ ہی سے منسوب ہیں (جن کا ترجمہ مندرجۂ ذیل ہے)

"اے انسان! دنیا میں جو کچھ کرنا ہے کر لے، اس لیے کہ تو مرنے والا ہے۔ گویا یوں سمجھ لے
کہ جو کچھ تھا یا ہے وہ نہیں رہے گا، اور جو کچھ نہیں ہوا ہے اور ہونے والا ہے وہ ہو جائے گا۔"

• مندرجۂ ذیل اشعار بھی آپؑ سے مروی ہیں جن کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

"دراصل ہم (آلِ محمدؐ) ستارے تھے جن سے روشنی حاصل کی جاتی تھی اور آج ہم تمام عالم
کے لیے وسیلہ ہیں۔

ہم وہ سمندر ہیں کہ اگر تم میں سے کوئی غوطہ خوری سے اس میں سے قیمتی موتی، یاقوت اور
مرجان نکال سکتا ہے۔ ہم لوگ مقامِ قدس اور فردوس کے مالک اور اس کے خزینہ دار ہیں۔

جس نے ہمارا دامن چھوڑا اس کی جگہ برہوت ہے جو ہمارے دامن سے وابستہ رہا اُس کے
لیے جنت ہے۔" (مناقب جلد ۳ صفحہ ۳۹۶)

۲۲ — اوصافِ امامؑ

آپؑ کے مندرجۂ ذیل اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

امام صادق، علمِ ناطق، بُرائیوں کا دروازہ بند کرنے والے، نیکیوں کا دروازہ کھولنے والے،
نہ آپؑ کسی کی عیب جوئی کرتے، نہ کبھی کسی کو گالی دیتے۔ نہ کبھی ہنگامہ آرائی کرتے، نہ آپؑ
طماع تھے نہ فریب کار، نہ چغل خور تھے، نہ کسی کی مذمت کرنے والے، نہ بہت زیادہ کھانے
والے تھے، نہ جلد باز، نہ ملول رہنے والے تھے نہ بہت باتیں کرنے والے، نہ فضول گفتگو کرنے والے
تھے، نہ بکواس کرنے والے، نہ کسی پر طعن کرنے والے تھے، نہ کسی پر لعن کرنے والے۔ نہ کسی کی تشنیع
کرنے والے تھے، نہ کسی کی بدگوئی کرنے والے، اور نہ ذخیرہ اندوزی کرنے والے تھے۔

۲۳ — ہم جملہ انبیاءؑ کے وارث ہیں

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے
ارشاد فرمایا کہ: میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار ہے۔ میرے پاس آنحضرتؐ

کا علمِ مبارک ہے۔ میرے پاس حضرت سلیمانؑ بن داؤدؑ کی انگوٹھی ہے، میرے پاس وہ طشت ہے جس میں حضرت موسیٰؑ اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کرتے تھے، میرے پاس وہ اسمِ اعظم ہے کہ جس کو آنحضرتؐ مسلمین و مشرکین کے درمیان پڑھ کر دم کر دیتے تو مشرکین کا ایک تیر بھی مسلمانوں تک نہ پہونچ سکتا تھا؛ میرے پاس اسی طرح کی چیزیں ہیں جو ملائیکہ لیکر آئے؛ میرے پاس اسی طرح کے اسلحے ہیں جیسے بنی اسرائیل کے پاس تابوت تھا۔ (آپؑ کا مطلب یہ تھا کہ یہ سب چیزیں میری امامت کی دلیل ہیں)۔

اعمش کی روایت میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ الواحِ موسیٰؑ ہمارے پاس ہیں، عصائے موسیٰؑ ہمارے پاس ہے، ہم انبیاءؑ کے وارث ہیں۔

نیز آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے پاس علمِ مستقبل و علمِ مکتوب ہے جو دلوں میں بیٹھ جاتا ہے۔ لوگوں کے کانوں پر دستک دیتا ہے۔ ہمارے پاس جفرِ احمر اور جفرِ ابیض اور مصحفِ فاطمہؑ اور جفرِ جامع ہے جس میں ہر وہ چیز ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہے۔

(۲۴) ایک سوال

محاسن برقی میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے ضریس کنعانی سے پوچھا کہ تمھارے باپ نے تمھارا نام ضریس کیوں رکھا ؟

اس نے جواب دیا جس طرح آپ کے والد نے آپ کا نام جعفرؑ رکھا۔

آپؑ نے فرمایا، مگر تمھارے باپ نے تو تمھارا نام بربنائے جہالت و لاعلمی رکھا ہے اس لیے کہ ضریس ابلیس کے ایک لڑکے کا نام ہے اور میرے والد نے میرا نام بربنائے علم و آگہی رکھا ہے۔ اس لیے کہ جعفر جنّت کی ایک نہر کا نام ہے۔

ثوف العروس نے دامغانی سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن مبارک نے آپ کا استقبال کیا اور آپؑ کی مدح میں یہ اشعار کہے (ترجمہ ملاحظہ ہو)

"اے جعفرؑ ابن محمدؑ ! آپ مدح و ثنا سے بہت بالاتر ہیں۔ سارے اشراف اگر زمین ہیں تو آپ اُن کے لیے آسمان ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعے سے ظاہر کیا اور اسے قوّت بخشی، اسی طرح جعفرؑ بن محمدؑ کے ذریعے سے خلافت کو کرامت و شرف بخشا۔"

(مناقب جلد ۳ صـ ۳۹۷)

(۲۵) اللہ اور رسول اللہ سے بلاواسطہ روایت

سالم بن ابی حفصہ کا بیان ہے کہ جب حضرت محمد باقر علیہ السّلام نے وفات پائی تو میں نے اپنے اصحاب سے کہا، میرا انتظار کرو، ذرا میں حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام کو جاکر تعزیت ادا کروں۔

غرض میں نے جاکر تعزیت ادا کی اور کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ وہ ہستی دنیا سے اُٹھ گئی جو یہ کہتی تھی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا" اور کسی میں یہ مجال نہ تھی جو یہ پوچھے کہ آپؑ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے درمیان راویوں کا سلسلہ کیا ہے۔ نہیں خدا کی قسم اب ان کا مثل تو کوئی تا ابد نظر نہ آئے گا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سُن کر حضرت ابوعبداللہ علیہ السّلام تھوڑی دیر خاموش رہے پھر بولے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "جو شخص کھجور کا ایک ٹکڑا بھی تصدق کرے گا تو میں اس ٹکڑے کو اس طرح پالوں گا جس طرح تم لوگ بچھڑا پالتے ہو اور اسے پال کر کوہِ اُحد کے برابر بنا دونگا"۔

اب میں وہاں سے اُٹھ کر اپنے اصحاب کے پاس آیا اور کہا: میں نے آج سے زیادہ تعجب خیز بات کبھی دیکھی ہی نہیں۔ جب حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السّلام بلاواسطہ روایت کیا کرتے تھے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تو ہم لوگ اسی کو بڑی بات سمجھتے تھے، مگر آج تو حضرت ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السّلام نے بلاواسطہ یہ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا"

(امالی شیخ مفید صـ ۱۹۰)

(۲۶) منبعِ علوم

کتاب مناقب میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے جس قدر علوم ماخوذ و منقول ہیں اتنے کسی دوسرے سے نہیں ہیں۔ چنانچہ اصحابِ حدیث نے آپؑ کے ثقہ راویوں کے نام اُن کے مختلف الخیال ہونے کے باوجود جمع کیا تو وہ چار ہزار اشخاص ہیں۔

• حافظ ابونعیم نے "حلیۃ الاولیاء" میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے بڑے بڑے ائمہ نے حدیث لی ہے۔ جیسے: امام مالک ابن انس، شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری، ابن جریج، عبداللہ بن عمر، روح بن قاسم، سفیان بن عینیہ، سلیمان بن بلال، اسماعیل بن جعفر، حاتم بن اسماعیل، عبدالعزیز بن مختار، وہیب بن خالد اور ابراہیم بن طہمان، اور انھوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسلم بن حجاج نے بھی اپنی کتاب صحیح مسلم میں آپؑ کی حدیث بطور دلیل پیش کی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۳ صـ ۱۹۹)

• ـــ ان کے علاوہ دوسروں نے بھی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ مثلاً، امام مالک، امام شافعی، حسن بن صالح، ابوایوب سجستانی، عمر بن دینار امام احمد بن حنبل نے، بلکہ امام مالک بن انس نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ: "علم و فضل، عبادت و ورع میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے افضل نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سُنا، نہ کسی کے تصوّر میں آیا۔"

• ـــ ایک مرتبہ سیف الدولہ نے عبدالحمید مالکی قاضی کوفہ سے امام مالک کے متعلق پوچھا، تو اس نے امام مالک کی تعریف کی پھر کہا، مگر یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پروردہ تھے۔ امام مالک اکثر یہ دعویٰ کرتے تھے کہ میں نے ان سے یہ حدیث سُنی ہے اور کبھی یہ کہتے تھے کہ ایک مردِ ثقہ نے مجھ سے بیان کیا یعنی حضرت جعفر ابن محمدؑ نے۔

• ـــ ایک مرتبہ حضرت امام ابوحنیفہ آپؑ کے پاس آئے، تاکہ آپؑ سے کچھ فقہ و حدیث سُنیں۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام عصا کا سہارا لیے ہوئے گھر میں سے برآمد ہوئے
ابوحنیفہ نے کہا، فرزندِ رسول! ابھی آپ کا سن کوئی اتنا زیادہ تو نہیں ہوا ہے کہ آپؑ کو عصا کے سہارے کی ضرورت ہو۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا، یہ درست ہے، مگر یہ عصائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ میں تبرّکاً اسے لیے رہتا ہوں۔

یہ سُن کر ابوحنیفہ لپکے اور کہا، فرزندِ رسول! میں ذرا اس عصا کا بوسہ لینا چاہتا ہوں
آپؑ نے اپنی آستین ہٹائی اور فرمایا، ابوحنیفہ! تم خدا کی قسم خوب جانتے ہو کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کا گوشت و پوست ہے بلکہ رُواں رُواں ہے مگر تم اس کو کیوں بوسہ دینا نہیں چاہتے؟ اور بوسہ بھی دیتے ہو تو عصائے رسولؐ کو۔

• ـــ ابوعبداللہ محدث نے اپنی کتاب "رامش افزا" میں تحریر کیا ہے کہ ابوحنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگردوں میں سے تھے اور ابوحنیفہ کی ماں حضرت امام جعفر صادقؑ کے حبالۂ عقد میں تھیں نیز محمد بن حسن بھی آپ کے شاگرد تھے۔ اسی بنا پر بنی عباس ان دونوں کا احترام نہیں کرتے تھے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ابویزید بسطامی طیفور آپؑ کے گھر کے سقّا تھے، انھوں نے تیرہ سال تک آپؑ کے گھر کی سقّائی کی ہے۔ (مناقب جلد ۲ صـ۲۷۲)

• ـــ ابوجعفر طوسی علیہ الرحمۃ والسّلام نے تحریر کیا ہے کہ ابراہیم بن ادھم اور مالک بن دینار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے (آزاد کردہ) غلاموں میں سے تھے۔ ایک دن سفیان ثوری آپؑ کی خدمت میں آئے، آپؑ کی باتیں سُنیں تو حیرت میں پڑ گئے اور بولے، فرزندِ رسول! خدا کی قسم یہ

ہیں جواہرات۔

آپؑ نے ارشاد فرمایا، بلکہ یہ جواہرات سے بھی بہتر ہیں۔ اس لیے کہ جواہرات کی حقیقت ہی کیا ہے۔ وہ تو پتھر ہیں۔ (جنکی قیمت مقرر ہوتی ہے لیکن یہ جو ہمارے دہن سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں ان کی قیمت کوئی ادا نہیں کرسکتا۔) (مناقب جلد ۳ صـ۳۷۳)

• ـــ کتاب ترغیب و ترہیب میں ابوالقاسم اصفہانی کی روایت تحریر ہے کہ:
ایک مرتبہ سفیان ثوری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپؑ نے فرمایا، تم حکومت کے منظورِ نظر ہو اور ہم پر حکومت کی کڑی نظر ہے۔ یہاں سے چلے جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم راندۂ حکومت ہو جاؤ۔

• ـــ ایک مرتبہ حسن بن صالح بن حی حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کیا، فرزندِ رسول! آپؑ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ " أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ " (سورۂ نساء آیت ۵۹)
اس آیت میں اولی الامر سے کون لوگ مراد ہیں کہ جن کی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا، اس سے علماء مراد ہیں۔ یہ جواب پاکر ہم لوگ باہر نکلے تو حسن نے کہا، ہم نے تو کچھ بھی نہیں کیا، یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ ان علماء سے کون لوگ مراد ہیں۔ یہ لوگ پھر پلٹے اور دریافت کیا۔ تو آپؑ نے فرمایا علماء سے مراد ہم اہلبیت میں سے ائمہ ہیں۔

• ـــ نوح بن دراج نے ایک مرتبہ ابن ابی لیلیٰ سے دریافت کیا کہ کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ جس کے قول کی وجہ سے تم نے اپنے قول یا اپنے فیصلہ کو ترک کر دیا ہو؟
اُس نے کہا، کوئی نہیں، بس صرف ایک شخص۔
پوچھا، وہ کون؟
جواب دیا، وہ حضرت جعفر بن محمدؑ ہیں۔

• ـــ حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ عمرو بن مقدام کا بیان ہے کہ جب کبھی میں نے حضرت جعفر بن محمدؑ پر نظر ڈالی یہ سمجھا کہ یہ نسلِ انبیاء سے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء، جلد ۳ صـ۱۹۳)
(تہذیب التہذیب ابن حجر جلد ۲ صـ۱۰۴)

الغرض احادیث حکمت و زہد و موعظت کی کتابیں آپؑ کے کلام سے خالی نہیں ہیں سب یہی کہتے ہیں حضرت جعفر ابن محمدؑ نے فرمایا، اس کا ذکر نقاش، ثعلبی، قشیری اور قزوینی نے اپنی تفسیروں میں کیا ہے۔ اور حلیۃ الاولیاء، الابانۃ، اسباب النزول، الترغیب والترہیب،

شرف المصطفیٰ اور فضائل الصحابہ میں اس کا ذکر ہے۔ پھر تاریخِ طبری، تاریخ بلاذری، تاریخِ خطیب، مسند ابی حنیفہ، ولالکانی و قوت القلوب و معرفتِ علوم الحدیث ابنِ البتیع میں بھی مذکور ہے اور دعائے اُمِ داؤد کی روایت تو ساری اُمت نے آپ ہی سے کی ہے۔

• ـــــ عبدالغفار حازمی اور ابوالصباح کنعانی کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ میں ستر زبانوں میں بات کر سکتا ہوں اور ہر زبان میں میرے لیے نکلنے کی راہ کھلی ہوئی ہے۔ (یعنی ہر زبان پر مجھے عبور حاصل ہے۔) (مناقب جلد ۳ صـ ۳۷۳)

(۲۷) ـــــ مصحفِ فاطمہؑ کی جامعیت

محمد بن عبداللہ بن حسن کے متعلق حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کوئی نبی، کوئی وصی اور کوئی بادشاہ ایسا نہیں کہ جس کا ذکر اس کتاب میں نہ ہو جو میرے پاس ہے یعنی مصحفِ فاطمہؑ میں نہ ہو اور محمد بن عبداللہ بن حسن کا تو اس میں نام تک نہیں ہے۔ (مناقب جلد ۳ صـ ۳۷۲)

(۲۸) ـــــ قبرِ امیرالمومنینؑ کی نشاندہی

منصور نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ ابومسلم نے آپ سے استدعا کی تھی کہ حضرت علی علیہ السلام کی قبر کی نشاندہی فرمادیں، مگر آپ نے توقف فرمایا۔

اُس نے کہا، آپ کو بھی اس کا علم ہے یا نہیں؟

آپ نے فرمایا، کتابِ علیؑ میں تحریر ہے کہ آپ کی قبرِ مطہر عبداللہ بن جعفر ہاشمی کے عہد میں ظاہر ہوگی۔

یہ سُن کر منصور بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت علی علیہ السلام کی قبر کی نشاندہی فرمادی۔ اور اس کی خبر رصافہ میں منصور کو پہونچی تو اُس نے کہا جعفر بن محمدؑ صادق ہیں۔ لہٰذا اس کے بعد ہر مومن کو اس قبر کی زیارت کرنی چاہیے۔ اسی وقت سے آپ کا لقب بھی صادق ہوگیا۔ (مناقب جلد ۳ صـ ۳۹۳)

• ـــــ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کو صادق اس لیے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ آپ نے فرمایا اس کا تجربہ کرکے لوگوں نے دیکھ لیا۔ اس میں کوئی لغزش یا تحریف نہیں پائی۔

(مناقب جلد ۳ صـ ۳۹۴)

(۲۹) ـــــ رسولؐ کی وجہ سے آلِ رسولؐ کا لحاظ کرو

برزدون بن شبیب نہدی جس کا نام جعفر تھا، کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ تم لوگ ہم اہلِ بیت کے حق کی اسی طرح حفاظت کرو جس طرح عبدِ صالح (حضرت خضرؑ) نے دو یتیم بچوں کے حق کی حفاظت کی تھی، صرف اس بنا پر کہ ان دونوں یتیموں کا باپ مردِ صالح تھا۔ (اور ہم تو اولادِ رسولؐ بھی ہیں) (کشف الغمہ جلد ۲ صـ ۳۷۹)

• ـــــ صالح بن اسود سے روایت ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ مجھ سے جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو قبل اس کے کہ میں نہ رہوں اس لیے کہ جو باتیں میں تم لوگوں کو بتاتا ہوں، میرے بعد کوئی نہیں بتائے گا۔ (کشف الغمہ جلد ۲ صـ ۳۸۰)

(۳۰) ـــــ ہمارے گھر اب بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں

دلائلِ حمیری میں سلیمان بن خالد سے روایت ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر میں:

"اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ٥

(سورۂ فصلت آیت ۳۰)

حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا، خدا کی قسم اکثر ہم اپنے گھروں میں اُن کے (ملائکہ کے) لیے تکیے لگاتے ہیں۔

• ـــــ حسین بن علاء قلانسی سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا، اے حسین! (اور اپنا ہاتھ چمڑے کے تکیہ پر مارا جو اس وقت وہاں موجود تھا) خدا کی قسم اس تکیہ کے سہارے سے اکثر ملائکہ بیٹھتے ہیں اور ہم اُن کے پر چُنتے ہیں"۔

• ـــــ عبداللہ بن نجاشی سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں عبداللہ بن حسن کے حلقہ میں بیٹھا تھا۔ اُنھوں نے کہا، اے نجاشی اللہ سے ڈرو، ہمارے پاس بھی اتنا ہی علم ہے جتنا عام طور پر تمام لوگوں کے پاس ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں پھر حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس گیا اور انھیں عبداللہ بن حسن تو یہ کہتے ہیں

آپؑ نے فرمایا، خدا کی قسم ہم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جن کے قلب پر القاء والہام ہوتا ہے۔ ان کے کان میں آواز آتی ہے۔ اُن سے ملائکہ مصافحہ کرتے ہیں۔

میں نے عرض کیا، آج بھی یہی ہوتا ہے یا آج سے پہلے کی یہ بات ہے؟

آپؑ نے فرمایا، اے ابن نجاشی آج بھی یہی ہوتا ہے۔ (کشف الغمہ جلد۲ صفحہ ٤١٦)

(۳۱) اللہ سے ڈرنا جلدی نہ کرنا

جریر بن مزاحم کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا۔ مولا! میرا ارادہ عمرہ بجالانے کا ہے۔ آپؑ مجھے کچھ ہدایات فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا، اللہ سے ڈرنا اور جلدی نہ کرنا۔

میں نے پھر عرض کیا، اور بھی کوئی ہدایت فرمائیے۔ مگر آپؑ نے اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا۔ بہرحال میں آپؑ کے پاس سے اٹھا اور مدینہ سے نکلا۔ راستہ میں میری ملاقات ایک مرد شامی سے ہو گئی۔ اُس کا ارادہ بھی مکہ جانے کا تھا۔ ہم دونوں ساتھ ہو گئے۔ میں نے اپنا ناشتہ دان نکالا اور اُس نے بھی، دونوں ایک ساتھ بیٹھ کر کھانے لگے۔ درمیان میں اہلِ بصرہ کا ذکر آیا۔ اُس نے اُن کو بُرا بھلا کہا، پھر اہلِ کوفہ کا ذکر آیا، اُس نے اُنھیں بھی بُرا بھلا کہا۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ذکر آیا، اُس نے اُن کی بھی بُرائی کرنا شروع کر دی۔ یہ سُن کر میں نے ارادہ کیا کہ کھانے سے ہاتھ روک لوں اور اس کی ناک توڑ دوں یا یک بیک اُٹھ کر اسے قتل ہی کر دوں۔ کہ اتنے میں مجھے آپؑ کی ہدایت یاد آئی "کہ" اللہ سے ڈرنا، جلدی نہ کرنا" لہٰذا میں اُس کی گالیاں سُنتا رہا۔ اور مجھے جو حکم دیا گیا تھا اس سے تجاوز کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ (کشف الغمہ جلد۲ صفحہ ٤١٦)

(۳۲) اپنی حاجت غیر سے مت بیان کرو

مفضل بن قیس بن رُمّانہ سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی پریشان حالی بیان کی اور دُعا کی درخواست کی۔ آپؑ نے کنیز کو آواز دی کہ وہ تھیلی لے آ جو ابوجعفر کی طرف سے مجھے ملی ہے۔

کنیز وہ تھیلی لے آئی۔ آپؑ نے فرمایا، لو، یہ تھیلی، اس میں چار سو دینار ہیں ان سے اپنی ضرورت پوری کرو۔

میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، میرا یہ مطلب نہ تھا، بلکہ میری درخواست دعاء کے لیے تھی۔

آپؑ نے فرمایا، ہاں میں دعاء بھی کروں گا، اسے نہ چھوڑوں گا۔ مگر دیکھو!

"اپنی پریشانی اور حاجت کسی دوسرے سے نہ بیان کرنا، ورنہ تم ان کے سامنے خفیف ہو جاؤ گے۔" (رجال الکسی صفحہ ۲۱۲)

● ـــــ کافی میں علی ابن الحسین سے بھی اسی کے مثل روایت ہے۔ (کافی جلد۴ صفحہ ۲۱)

(۳۳) قرآن مجید کا علم

دلائلِ حمیری میں عبدالاعلیٰ اور عبیدہ بن بشر دونوں سے روایت ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے بغیر کسی کے دریافت کیے ہوئے خود ہی فرمایا۔

"خدا کی قسم آسمانوں، زمینوں اور جنّت و جہنّم میں جو کچھ ہے اور جو کچھ ابتک ہو چکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے ان سب کا علم مجھے ہے۔"

اس کے بعد ذرا خاموش ہوئے پھر فرمایا، "اور ان سب کا علم مجھے کتابِ خدا سے ملا ہے۔ کتابِ خدا پر میری نظر اس طرح رہتی ہے (یہ کہہ کر آپؑ نے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی بلند کی) پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا خود ارشاد ہے، کہ اس میں ہر شے کی وضاحت ہے:

"وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ" (سورۃ النحل آیت ۸۹)

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ٤٣١)

● ـــــ اسماعیل بن جابر کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا۔ اب ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اُن پر کتاب نازل کی اور اس کتاب پر کتابوں کا بھی خاتمہ ہے۔ اس کے بعد کوئی کتاب بھی نازل نہ ہوگی۔ اس میں اللہ نے جس چیز کو چاہا حلال کر دیا اور جس کو چاہا حرام قرار دیدیے۔ اب اس کا حلال کیا ہوا تاقیامت حلال اور اس کا حرام کیا ہوا قیامت تک حرام رہے گا۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تم لوگوں سے پہلے کیا کیا ہو چکا ہے اور تمہارے بعد کیا کیا ہونا ہے۔ پھر اس میں تمہارے درمیان کے فیصلے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، ہمیں اس کا علم ہے۔

● ـــــ ہشام بن حکم سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مقام منیٰ میں پانچ سو زبانوں میں گفتگو کے متعلق دریافت کیا اور کہا

لوگ ایسا کہتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا، تم کیا کہتے ہو؟

میں نے عرض کیا کہ یہ تو ہم بھی جانتے ہیں کہ حرام وحلال اور قرآن کا علم یہ تمام وکمال آپ کو ہے اور تمام لوگوں میں سب سے زیادہ ہے مگر یہ کہ پانچ سو زبانوں کا علم کہاں سے آیا (یہ بات سمجھ سے باہر ہے اور ہماری عقل سے بعید ہے)؟

آپؑ نے فرمایا سنو! جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر کسی کو حجت بنائے گا، تو کیا اس کے پاس وہ سب کچھ نہ ہوگا جس کی مخلوق کو ضرورت ہے؟ (رجال الکشی ص ۱۴۷)

(۳۴) مسافر نوازی اور دعائے برائے وسعتِ رزق

محمد بن زید شحام سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ مجھے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، آدمی بھیج کر مجھے بلایا، اور پوچھا، تم کہاں سے آئے ہو؟

میں نے عرض کیا کہ آپ کے دوستداروں میں سے ہوں۔

پوچھا، کہاں کے رہنے والے دوستداروں میں سے ہو؟

میں نے عرض کیا کوفہ سے۔

فرمایا، اہلِ کوفہ میں سے کسی کو جانتے ہو؟

میں نے عرض کیا جی ہاں، بشیر نبال اور شجرہ کو۔

فرمایا، ان دونوں کا تمہارے ساتھ کیا سلوک ہے؟

میں نے عرض کیا، ان دونوں کا سلوک میرے ساتھ اچھا نہیں ہے۔

فرمایا، سب سے اچھا مسلمان تو وہ ہے جو اپنے بھائیوں کے ساتھ نیکی کرے، اُن کی مدد کرے اور انہیں نفع پہونچائے۔ واللہ، میں نے کوئی رات ایسی نہیں گزاری جس میں اپنے مال کے اندر سائلین کا حق نہ رکھا ہو۔

پھر فرمایا، اخراجات کے لیے تمہارے پاس کیا ہے؟

میں نے عرض کیا دو سو درہم۔

فرمایا، لاؤ مجھے دکھاؤ۔

میں آپؑ کے پاس لے گیا تو اس میں آپؑ نے تیس درہم اور دو دینار کا اضافہ فرمادیا، اور رات کے کھانے کے لیے اصرار فرمایا کہ میرے ساتھ میرے مکان پر کھانا۔

چنانچہ رات کا کھانا میں نے آپ کے ساتھ ہی کھایا۔

راوی کا بیان ہے کہ دوسرے دن میں آپؑ کے پاس نہیں گیا، تو آپؑ نے آدمی بھیج کر مجھے بلایا۔ اور دریافت فرمایا کہ کیا بات تھی گذشتہ شب تم کیوں نہیں آئے۔؟

میں نے عرض کیا کہ آپؑ نے مجھے بلالیا ہوتا تو میں حاضر ہو جاتا۔

آپؑ نے فرمایا کہ جب تک یہاں پر تمہارا قیام ہے میرے پاس آتے جاتے رہو، اچھا، اب تم یہ بھی بتاؤ کہ کھانے میں کیا چیز زیادہ پسند کرتے ہو؟

میں نے عرض کیا، دودھ پسند کرتا ہوں۔

آپؑ نے میرے لیے ایک اچھی دودھ دینے والی بکری خریدی جس سے میری تواضع فرماتے رہتے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک روز عرض کیا کہ میرے لیے کوئی دعا تعلیم فرمادیں۔

آپؑ نے فرمایا، اچھا لکھو:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
یا من ارجوہ لکلّ خیر و
امن سخطہ عند کلّ عثرۃ یا
من یعطی الکثیر بالقلیل و یا
من اعطی من سالہٗ تحنّنا منہ
و رحمۃ یا من اعطی من لم
یسالہ ولم یعرفہ صلّ علیٰ
محمّد و اھل بیتہ و اعطی
بمسالتک خیر الدّنیا و جمیع
خیر الاٰخرۃ فانّہ غیر منقوص
ما اعطیت و زدنی من سعۃ
فضلک یا کریم۔

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے
اے وہ ذات جس سے میں ہر خیر کی امید
رکھتا ہوں۔ اور ہر گناہ پر اس کی ناراضگی سے
پناہ چاہتا ہوں۔ اے وہ جو تھوڑے عمل پر
بہت سا ثواب عطا فرماتا ہے۔ اے وہ کہ جو
اپنے کرم و احسان کی بناء پر اسے بھی دیتا ہے
جو اس سے سوال کرے اور اسے بھی دیتا ہے
جو اس سے سوال نہیں کرتا، بلکہ اسے نہیں
پہچانتا۔ تو اپنی رحمتیں نازل فرما حضرت محمدؐ
اور ان کے اہلِ بیت پر اور مجھے دنیا و آخرت
کی ہر بھلائی عطا فرما، کیونکہ اس عطا سے
تیرے خزانے میں کمی نہ آجائے گی۔ اے کریم!
تو اپنے وسیع فضل و کرم کو مجھ پر اور زیادہ
فرما۔

کو دے دو، مگر اُس کو پتہ نہ چلے کہ یہ میں نے تمہارے ذریعے سے اُس کو دیے ہیں۔

اسماعیل کا بیان ہے کہ میں اس کے پاس لے گیا، تو اُس نے کہا یہ کس نے بھیجا۔ اللہ اُس کو جزائے خیر دے۔ یہ بیچارہ ہم کو ہمیشہ کچھ نہ کچھ ضرور بھیجتا رہتا ہے جس سے ہمارا خرچ چلتا ہے مگر دیکھو! جعفرؑ بن محمدؑ باوجود کثرتِ مال کے ہماری ایک درہم سے بھی مدد نہیں کرتے۔

(امالی طوسی صفحہ ۶۶)

(۴۱) ـــــ فطرہ کی اہمیت

معتب کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ میرے تمام اہل و عیال اور تمام غلاموں کی طرف سے فطرہ نکال دو کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا۔ اگر ایک کو بھی چھوڑا تو ڈر ہے کہ کہیں وہ (اچانک) فوت نہ ہو جائے۔

میں نے عرض کیا، فوت ہونے کا کیا مطلب؟

آپؑ نے فرمایا، فوت سے مراد موت ہے۔ (الکافی جلد ۴ صفحہ ۱۷۴)

(۴۲) ـــــ ارشادِ رسولِ مقبولؐ

ہارون بن جہم کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت ابو[عبداللہ] علیہ السلام ابوجعفر منصور کے پاس مقامِ حیرہ تشریف لے گئے تو ہم آپؑ کے ہمراہ تھے۔ وہاں فوجی سردار کے لڑکے کا ختنہ ہوا۔ اُس موقع پر اس نے تمام لوگوں کی دعوت کی اور مدعوین میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بھی تھے۔ جب آپؑ دسترخوان پر بیٹھے اور کھانا نوش فرمانے لگے اس وقت دسترخوان پر آپؑ کے ساتھ اور بہت سے لوگ بھی تھے۔ اُن میں سے ایک شخص نے پانی مانگا تو اس کے لیے شراب کا ایک پیالہ آیا۔ جیسے ہی شراب کا وہ پیالہ اُس شخص کے ہاتھ میں دیا گیا آپؑ دسترخوان سے اُٹھ کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے سبب پوچھا۔

آپؑ نے فرمایا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ "وہ شخص ملعون ہے جو اُس دسترخوان پر بیٹھے جس پر شراب پی جا رہی ہو"

ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص اپنی خوشی سے اُس دسترخوان پر بیٹھے جس پر شراب پی جا رہی ہو، اُس پر لعنت ہو۔ (الکافی جلد ۲ صفحہ ۲۶۸)

(۴۳) ـــــ بے تکلفی سے کھانا

ابوعبداللہ علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھایا تو ایک بڑی پلیٹ (طشت) میں چاول آئے ہم نے تکلف کے ساتھ آہستہ آہستہ کھانا شروع کیا۔ آپؑ نے فرمایا، تم نے تو کچھ نہیں کھایا، اتنا تکلف نہ کرنا چاہیے۔ جس کے دل میں ہماری محبت زیادہ ہوگی وہ ہمارے یہاں سب سے زیادہ کھانا کھائے گا۔

یہ سن کر میں نے دسترخوان پر رکھی ہوئی طشت کو سنبھالا اور ایک طرف سے صاف کرنا شروع کر دیا۔ تب آپؑ نے فرمایا، ہاں اب بھی تو تم نے تکلف برطرف کر کے کھانا کھایا۔

پھر آپؑ نے ایک حدیث بیان فرمائی کہ "ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس انصار میں سے کسی کے یہاں سے چاول آئے۔ آپؑ نے سلمانؓ، مقدادؓ اور ابوذرؓ کو بُلایا۔ وہ لوگ آئے تو آپؑ نے کھانے پر مدعو کیا تو اُنھوں نے بڑے تکلف سے کھانا شروع کیا۔ آپؑ نے فرمایا، تم نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کھایا۔ یاد رکھو! تم میں سے جس کو ہماری محبت زیادہ ہوگی وہ ہمارے یہاں زیادہ کھانا کھائے گا۔

یہ سن کر وہ لوگ اچھی طرح کھانے لگے۔ پھر حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا اللہ اُن لوگوں پر رحم کرے اور ان سے راضی رہے۔ (الکافی جلد ۶ صفحہ ۲۷۸)

• ـــ عبداللہ بن سلیمان صیرفی سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہمارے لیے کھانا آیا اُس میں بھنا ہوا گوشت اور دوسری چیزیں بھی تھیں۔ پھر ایک طبق میں چاول آئے۔ میں نے آپؑ کے ساتھ کھانا کھایا آپؑ نے فرمایا، اور کھاؤ۔

میں نے عرض کیا، میں تو کھا چکا۔

آپؑ نے فرمایا، نہیں اور کھاؤ، اس لیے کہ کھانے میں بے تکلفی برتنا پختہ دوستی کی علامت ہے۔

پھر آپؑ نے اپنی انگلیوں سے طبق میں سے کچھ حصہ میری طرف اور بڑھایا اور فرمایا تم کھا تو چکے ہو مگر میرے کہنے سے یہ اور کھانا پڑے گا۔ میں نے پھر اسے بھی کھایا۔

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۲۷۹)

• ـــ ابن ربیع سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے کھانا منگوایا تو ہریسہ (ہریرہ) لایا گیا۔

آپؑ نے ہم سے فرمایا، اور قریب آجاؤ تاکہ بآسانی کھا سکو، لیکن ہم لوگوں نے

باہمی محبت کا اظہار ہوتا ہے۔ پھر ہم لوگ اونٹ کی طرح بڑے بڑے لقمے کھانے لگے۔

(الکافی جلد ۶ صفحہ ۲۷۹)

• ـــــ ابوحمزہ سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ہماری ایک جماعت اصحاب حضرت ابوعبداللہ کی خدمت میں حاضر تھی۔ آپ نے کھانا منگوایا، جو اتنا عمدہ اور لذیذ تھا کہ ویسا ہم نے کبھی کھایا ہی نہ تھا۔ پھر کھجوریں لائی گئیں جو اتنی صاف وشفاف کہ دیکھنے کے لائق۔

پھر ہم میں سے ایک شخص نے کہا، تم لوگوں نے فرزندِ رسولؐ کے پاس جو نعمتیں کھائی ہیں، اللہ کی بارگاہ میں ان کا سوال ہوگا۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس سے کہیں اعلیٰ وارفع ہے کہ تم لوگوں کو کھانا کھلائے اور پھر اس کا تم سے جواب بھی طلب کرے۔ لہٰذا مطمئن رہو، اس کا سوال نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ نے جو تمھیں محمدؐ وآلِ محمدؐ جیسی نعمت دی ہے اس کا سوال ہوگا۔

(الکافی جلد ۶ صفحہ ۲۷۹)

• ـــــ عبدہ واسطی نے عجلان سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک دن میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے ساتھ رات کا کھانا کھایا۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ بعد نمازِ مغرب کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ کھانے میں سرکہ، زیتون اور ٹھنڈا گوشت آیا۔ آپ نے گوشت میرے لیے چھوڑا وہ مجھے کھلاتے رہے اور خود آپؐ نے سرکہ اور زیتون نوش فرمایا۔ پھر دورانِ طعام ہاتھ روک کر ارشاد فرمایا۔" یہ کھانا انبیاء کا کھانا ہے "۔ (الکافی جلد ۶ صفحہ ۳۲۸)

(۴۴) ـــ طبِّ صادق

حسن بن علی بن نعمان نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے درد کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ جب بستر پر جاؤ تو انجیر کی شکر کھایا کرو۔

میں نے ایسا ہی کیا اور درد جاتا رہا۔ میں نے اس کا تذکرہ اپنے شہر کے بعض حاذق اطبا سے کیا۔ انھوں نے کہا، یہ دوا حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کو کہاں سے معلوم ہوگئی۔ یہ تو ہمارا بہت ہی پوشیدہ علمی طبی خزانہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس اس فن کی کتابیں ہیں اور یہ نسخہ انھیں کسی کتاب میں مل گیا ہوگا۔ (الکافی جلد ۶ صفحہ ۳۳۳)

• ـــــ عبداللہ بن سلیمان سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے [illegible] کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے بہت [illegible]

اچھی چیز کے متعلق سوال کیا! پھر آپؑ نے اپنے غلام کو ایک درہم دیا کہ اس کا پنیر خرید لاؤ۔ اِدھر فوراً ہی آپ نے کھانا منگوایا۔ ہم نے کھانا شروع کیا اور اُدھر پنیر بھی آگیا جسے آپؑ نے بھی تناول فرمایا اور ہمیں بھی کھلایا۔

(۴۵) ـــ چاول کے فوائد

ہشام بن حکم نے زرارہ سے روایت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ کی دایہ انھیں چاول کا لقمہ بنا کر زبردستی (جبراً) کھلا رہی ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑا دکھ ہوا۔ جب میں حضرت ابوعبداللہؑ کی خدمت میں پہونچا تو آپؑ نے فرمایا، معلوم ہوتا ہے کہ تم دایہ کی وہ حرکت دیکھ کر رنجیدہ ہو ؟

میں نے کہا، جی ہاں۔ میں آپؑ پر قربان۔

آپؑ نے فرمایا، چاول آنتوں کو کشادہ کرتا ہے اور بواسیر کو ختم کرتا ہے۔ ہمیں اہلِ عراق پر رشک آتا ہے کہ وہ چاول اور گدرائی ہوئی (آدھی کچی آدھی پکی) کھجور کھاتے ہیں اِس لیے کہ یہ دونوں چیزیں آنتوں کو کشادہ کرتی ہیں اور قاطعِ بواسیر ہیں۔

(الکافی جلد ۶ صفحہ ۳۴۱)

(۴۶) ـــ روغنِ بنفشہ کے خواص

عبدالرحمٰن بن کثیر سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ کے پاس مہزم آیا۔ آپؑ نے مجھ سے فرمایا، کسی کنیز کو بلاؤ کہ وہ ہمارے لیے تیل اور سرمہ لے آئے۔

میں نے کنیز کو آواز دی۔ وہ ایک شیشی میں آپؑ کے لیے روغنِ بنفشہ لے آئی۔ اُس وقت جاڑے کا موسم تھا۔ مہزم نے اس شیشی میں سے تھوڑا سا تیل اپنی ہتھیلی پر انڈیلا اور لولا، میں آپؑ پر قربان، یہ روغنِ بنفشہ اور جاڑے کا موسم ؟

آپؑ نے فرمایا، اس میں کیا حرج ہے اے مہزم !

اُس نے کہا، کوفہ کے اطباء کا تو یہ خیال ہے کہ روغنِ بنفشہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا، نہیں۔ بلکہ اس کی تاثیر گرمی میں ٹھنڈی اور جاڑے میں گرم ہوتی ہے

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۵۲۱)

۴۷ — لوبان کے خواص

ابنِ ابی عمیر نے ابن اذینہ سے روایت کی ہے۔ اُس کا
ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہاتھ پاؤں پھٹنے کی شکا
آپؑ نے فرمایا تھوڑی روئی لو اس میں کچھ لوبان (مصری بید) ڈالو اور اپنی ناف پ
اسحاق بن عمار کا بیان ہے، میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان۔ کیا یہ شخص ر
پر ذراسی لوبان ڈال کر اسے اپنی ناف پر رکھے۔ بس اتنا ہی کافی ہے ؟
آپؑ نے فرمایا، اے اسحاق ! تم اپنی ناف پر فقط لوبان ہی رکھ کر دیکھ لو۔ یہ بڑی
اسے کم نہ سمجھو۔
ابنِ اذینہ کا بیان ہے کہ آپؑ نے جس کو یہ دوا بتائی تھی میں اس سے بعد میں ملا تو اس
بتایا کہ میں نے ایک ہی مرتبہ یہ عمل کیا اور وہ کیفیت جاتی رہی۔ (الکافی جلد ۶ صفحہ ۵۱۳)

۴۸ — آپؑ کے ملبوسات

محمد بن حسین بن کثیر خزاز نے اپنے باپ سے روا
کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ اپنے کپڑوں
نیچے ایک سخت اور موٹے کپڑے کی قمیض پہنے ہوئے ہیں اور اُس پر صوف کا جبّہ ہے اور پھر ا
اوپر ایک موٹی قمیض ہے۔ میں نے اسے ٹٹول کر دیکھا اور کہا، میں آپؑ پر قربان ! لوگ صوف
لباس کو ناپسند کرتے ہیں۔
آپؑ نے فرمایا، یہ ہرگز بری چیز نہیں ہے۔ میرے پدرِ بزرگوار حضرت امام محمد
اور حضرت علی ابن الحسینؑ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنا موٹے سے موٹا لباس پہنا کرتے
اور ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ (الکافی جلد ۶ صفحہ ۴۵۰)

• — حذیفہ ابن منصور سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ میں مقامِ حیرہ میں حضر
ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ خلیفہ ابوالعباس کا آدمی آپؑ کو بلانے آیا۔ آپ نے بر
لباس منگوایا جس کا ایک رخ سیاہ اور دوسرا سفید تھا، اُسے پہنا اور فرمایا کہ میں پہن تو رہا ہوں
مجھے معلوم ہے کہ یہ لباس اہلِ جہنم کا ہے۔ (الکافی جلد ۶ صفحہ ۴۴۹)

• — حسین بن مختار سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ حضرتِ ابوعبداللہ علیہ السلام

ٹوپی نہیں پہنا کرتے۔ (الکافی جلد ۶ صفحہ ۴۶۲)

• — فضل بن مدائنی سے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق
علیہ السلام کے پاس آپؑ کے اصحاب میں سے کوئی آیا، اُس نے دیکھا کہ آپؑ کی قمیض کے کالر
میں پیوند لگا ہوا ہے۔ وہ اسے مسلسل دیکھتا رہا۔
آپؑ نے دریافت کیا، کیا دیکھ رہے ہو ؟
اُس نے کہا، آپؑ کی قمیض کا کالر دیکھ رہا ہوں۔
آپؑ نے فرمایا، اچھا وہ کتاب اُٹھا لو اور دیکھو اُس میں کیا لکھا ہے۔ ؟
اُس نے کتاب اُٹھا کر دیکھا تو اس میں یہ لکھا تھا۔
"جس میں حیا نہیں اُس میں ایمان نہیں، جس کے پاس آمدنی و خرچ کا حساب نہیں اُس کے پاس مال و
دولت نہیں، جس کے پاس پُرانا لباس نہیں اُس کے پاس نیا لباس بھی نہیں ہوگا۔"
(الکافی جلد ۶ صفحہ ۴۶۱)

۴۹ — لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

مسمع بن عبدالملک کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ
ہم لوگ مقامِ منیٰ میں حضرت ابوعبداللہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ہمارے سامنے انگور تھے جسے
ہم کھا رہے تھے کہ اتنے میں ایک سائل آیا، اُس نے سوال کیا، آپؑ نے حکم دیا کہ اس کو انگوروں کا
ایک خوشا دے دیا جائے۔ سائل نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں، ہاں اگر درہم ہو تو دیجیے۔
آپؑ نے فرمایا، پھر جاؤ تمھیں اللہ اور دے گا۔
سائل چلا گیا، اور پھر واپس آکر وہی انگوروں کا خوشا مانگنے لگا۔
آپؑ نے فرمایا، جاؤ تمھیں اللہ اور دے گا۔ آپؑ نے اُسے کچھ نہیں دیا۔
پھر ایک دوسرا سائل آیا، آپؑ نے اُس کو انگور کے تین دانے اُٹھا کر دیے۔
سائل نے لے کر کہا، خدا کا شکر ہے جس نے مجھے رزق دیا۔
حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا، ابھی ٹھہر جانا نہیں۔
پھر اُسے دونوں ہاتھ سے بھر کر انگور دیے۔
سائل نے لے لیے اور پھر کہا، اُس خدا کی حمد ہے جس نے مجھے روزی دی۔
آپؑ نے فرمایا، ابھی ٹھہرو، یہ کہہ کر آپؑ نے غلام کو بلایا اور دریافت فرمایا، تیرے
کتنے درہم باقی رہ گئے ہیں ؟

ـــ ابراہیم بن ابی بلاد کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق ؑ کے [illegible] تحریر کردہ پروانۂ آزادی کو پڑھا۔ اس میں تحریر تھا۔

"یہ پروانۂ آزادی ہے جعفر ابن محمدؑ کی جانب سے انھوں نے اپنے فلاں غلام کو اللہ کے لیے (لوجہ اللہ) آزاد کیا۔ وہ اس سے اس بات کی نہ کوئی جزا چاہتے ہیں اور نہ شکر [illegible] صرف اس وعدے پر کہ وہ نماز پڑھے گا، زکوٰۃ ادا کرے گا۔ حج بیت اللہ کرے گا۔ ماہِ رمضان میں روزے رکھے گا۔ اللہ کے دوستوں کو دوست رکھے گا، اللہ کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کرے گا، اس پروانۂ آزادی کے گواہ ہیں فلاں، فلاں، فلاں، تین آدمی۔

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۱۸۱)

۵۲ ــــ اقسامِ کھجور اور اُن کے فوائد

سعدان بن مسلم نے ہمارے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ جب حضرت جعفر ابنِ محمد علیہ السلام نے مقامِ حیرہ کی طرف جانے کا قصد فرمایا، تو آپؑ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور خورنق کی جانب روانہ ہوئے وہاں اُتر کر اپنی سواری کے سائے میں ذرا دم لینے کے لیے بیٹھ گئے۔ آپؑ کے ہمراہ آپؑ کا ایک حبشی غلام تھا۔ وہاں کوفہ کے ایک باشندے نے کھجوروں کا ایک باغ خریدا تھا، اُس نے غلام سے پوچھا، یہ کون صاحب ہیں؟

اُس نے کہا، یہ حضرت امام جعفر ابنِ محمد علیہ السلام ہیں۔

یہ سُن کر وہ باغ میں گیا اور ایک طبق میں مختلف قسم کی کھجوریں لے آیا اور آپؑ کے سامنے رکھ دیا۔

آپؑ اُس کے اِس اخلاق سے بہت خوش ہوئے اور ایک قسم کی کھجور کی طرف اشارہ کرکے فرمایا یہ کون سی کھجور ہے؟

اُس نے کہا، یہ برنی کھجور کہلاتی ہے۔

آپؑ ارشاد فرمایا "اس میں شفا ہے۔" پھر سابری کھجور کے بارے میں پوچھا۔

اُس نے کہا، یہ سابری کھجور ہے۔

آپؑ نے فرمایا، اس کو ہمارے یہاں بیض کہتے ہیں۔ پھر مشان کے لیے پوچھا۔

اُس نے کہا، یہ مشان کہلاتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا، ہمارے یہاں اس کو ام جرذان کہتے ہیں اس کے بعد صرفان کو دیکھ [illegible]

[illegible]

اُس شخص نے کہا، یہ صرفان ہے۔

آپؑ نے فرمایا، ہمارے یہاں اس کو عجوہ کہتے ہیں اس میں بھی شفا ہے۔

○ ــــ پابرہنہ تعزیت

یعقوب سراج سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے کسی قرابتدار کے بچے کی موت پر تعزیت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے ہم بھی آپؑ کے ہمراہ تھے۔ اتفاقاً آپؑ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ آپؑ نے جوتہ پاؤں سے برطرف کیا اور پابرہنہ چل دیے۔

ابنِ ابی یعفور نے دیکھا تو اس نے اپنے پاؤں کا جوتہ اُتار کر تسمہ نکالا اور حضرت ابوعبداللہ کو دینے لگا۔

آپؑ نے غصّہ کی نظر سے دیکھا اور لینے سے انکار کیا، اور فرمایا، نہیں مصیبت زدہ کو زیادہ سزاوار ہے کہ وہ پابرہنہ ہو۔ چنانچہ آپؑ اسی طرح پابرہنہ تعزیت کے لیے تشریف لے گئے۔

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۵۰)

۵۳ ــــ امامؑ کی ایک دُعا

ابنِ ابی یعفور کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیے ہوئے یہ دُعا فرما رہے ہیں۔ "پروردگارا! تو مجھے چشمِ زدن یا اس سے کم یا زیادہ کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کرنا" اور یہ فرماتے ہی آپؑ کے آنسو آپؑ کی ریشِ مبارک پر دونوں طرف بہنے لگے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابنِ ابی یعفور! اللہ تعالیٰ نے چشمِ زدن سے بھی کم وقت کے لیے حضرت یونسؑ بن متی کو اُن کے نفس کے حوالے کردیا تھا، تو اُن سے وہ لغزش سرزد ہوگئی۔

میں نے عرض کیا، خدا آپؑ کا بھلا کرے، کیا اُن کی یہ لغزش حدِ کفر تک پہونچ گئی تھی؟

آپؑ نے فرمایا، نہیں لیکن اسی حالت میں اگر اُن کو موت آجاتی تو وہ تباہ ہوجاتے۔

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۵۸۱)

۵۴ ــــ حمّام کے بعد کی دُعا

عبداللہ بن مسکان کا بیان ہے کہ ہم اپنے کچھ ایک جماعت کے ساتھ حمّام گئے۔ جب حمّام سے نکلے تو حضرت ابوعبداللہ ؑ [illegible]

ہم نے جواب دیا حمام سے۔

آپؑ نے فرمایا، اللہ تمھارے غسلوں کو پاکیزہ قرار دے۔

ہم نے عرض کیا، ہم سب آپؑ پر قربان، اور پھر ہم آپؑ کے ہمراہ حمام آ... آپؑ حمام میں تشریف لے گئے اور ہم آپؑ کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ جب آپؑ حمام سے ب... ہوئے تو ہم نے کہا، اللہ تعالیٰ آپؑ کے غسل کو بھی پاکیزہ قرار دے۔

آپؑ نے جواب میں فرمایا، خدا تمھیں بھی پاک رکھے۔ (الکافی جلد ۶ صفحہ ...

(۵۵) — تلاوتِ کلامِ پاک کی مقدار

حسین بن خالد سے روایت... اُس کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا... کتنے قرآن کی تلاوت کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا، پانچویں یا ساتویں حصہ کی، مگر میرے پاس جو مصحف... چودہ اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۵۶) — چھینک آنا موت سے امن کی دلیل ہے

احمد بن محمد نے کسی صاح... اُنھوں نے عامہ میں سے ایک شخص سے روایت کی ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ میں حضرت جعفر صادق علیہ السلام کی مجلسوں میں بیٹھا کرتا تھا اور خدا کی قسم میں نے اُن کی مجلس سے... صاف ستھری اور مہذب مجلس اور کسی کی نہیں دیکھی۔

ایک دن آپؑ نے مجھ سے پوچھا، بتاؤ چھینک کہاں سے نکلتی ہے؟

میں نے عرض کیا، ناک سے۔

آپؑ نے فرمایا، تم سے غلطی ہوگئی۔

میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، پھر کہاں سے نکلتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا، سارے بدن سے، جس طرح نطفہ سارے بدن سے نکلتا ہے... ہونے کی جگہ عضوِ مخصوص ہے۔

پھر فرمایا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب انسان کو چھینک آتی ہے تو اس کے سا... پھڑک جاتے ہیں اور جس کو چھینک آتی ہے وہ سات دن تک موت سے محفوظ رہتا ہے۔

(۵۷) — پالتی مار کر بیٹھنا

حماد بن عثمان سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپؑ پالتی مار کر بیٹھے ہوئے تھے آپؑ کا دایاں پاؤں بائیں پاؤں کے زانو پر رکھا ہوا تھا۔ ایک شخص نے کہا، میں آپؑ پر قربان، کیا اس طرح کی نشست مکروہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا، نہیں یہ بات یہودی کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی تخلیق سے فراغت پائی اور عرش کو درست کر لیا، تو آرام و استراحت کے لیے وہ اِس طرح بیٹھ گیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے" اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ" (سورۂ بقرہ آیت ۲۵۵)

ترجمہ: اللہ، سوائے اُس کے کوئی خدا نہیں ہے وہ ہمیشہ سے زندہ ہے اور زندہ و قائم رہے گا، نہ وہ اونگھتا ہے اور نہ سوتا ہے۔" چنانچہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام اسی طرح پالتی مارے ہوئے بیٹھے رہے۔

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۶۶۱)

(۵۸) — تحریر میں استثنا ضروری ہے

مراحم بن حکیم کا بیان ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے کسی کام کے لیے ایک تحریر لکھنے کا حکم دیا۔ جب تحریر لکھ لی گئی تو آپؑ کے سامنے پیش کی گئی، مگر اس میں کہیں کسی چیز کا استثناء نہ تھا۔

آپؑ نے فرمایا کہ اس تحریر کو لے جاؤ اور جہاں جہاں استثناء کی ضرورت ہے استثناء لگاؤ ورنہ یہ تحریر نامکمل ہے۔

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۶۷۳)

(۵۹) — رِضًا بِقَضَائِهٖ وَتَسْلِيْمًا لِاَمْرِهٖ

قتیبہ اعشیٰ سے روایت ہے اُس کا بیان ہے کہ میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس ایک مرتبہ آپؑ کے ایک فرزند کی عیادت کے لیے گیا، دیکھا کہ آپؑ دروازہ پر ہیں اور بہت مہموم و محزون ہیں۔

میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، بچے کی طبیعت کیسی ہے؟

آپؑ نے فرمایا، خدا کی قسم اس کا حال اچھا نہیں ہے۔

دیکھا کہ آپؑ کے چہرے پر آثارِ حزن و ملال ختم ہو چکے ہیں اور آپؑ قدرے مطمئن نظر آرہے ہیں
میں سمجھ گیا کہ بچّے کی طبیعت اب بہتر ہو گئی ہو گی۔ تاہم میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان
کا کیا حال ہے؟

آپؑ نے فرمایا، اُس کا انتقال ہو گیا۔

میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، جب تک بچّہ زندہ تھا تو آپؑ بہت مغموم و محزون تھے مگر جب اس کا انتقال ہو گیا تو وہ آثارِ حزن و ملال ختم ہو گئے اور آپؑ مطمئن نظر آرہے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟

آپؑ نے فرمایا، ہم اہلِ بیت مصیبت وارد ہونے سے قبل تو مضطرب و پریشان رہتے ہیں، مگر جب حکمِ خدا پورا ہو جاتا ہے تو پھر اُس کے فیصلہ پر مکمل رضامندی کا اظہار کرتے ہیں اور مالک کے سامنے سرِ تسلیم خم کر لیتے ہیں۔ (الکافی جلد ۳ صفحہ ۲۲۵)

(۶۰) ═ حقوق کی ادائیگی

کاہلی نے حضرت ابوالحسن علیہ السّلام سے روایت کی ہے کہ میرے پدرِ بزرگوار حقوقِ اہلِ مدینہ کو ادا کرنے کے لیے میری والدہ اور اُمِّ فروہ کو ... کرتے تھے۔ (الکافی جلد ۳ صفحہ ۲۱۷)

(۶۱) ═ قیاس پر عمل کرنے والوں کا حشر

ابنِ شبرمہ سے روایت ہے

بیان ہے کہ ایک حدیث میں نے حضرت جعفر ابنِ محمدؑ سے سُنی ہے۔ اسے جب یاد کرتا ہوں میرا دل پاش پاش ہوتا ہے وہ حدیث یہ ہے آپؑ نے فرمایا کہ "مجھ سے میرے پدر نے فرمایا اور انھوں نے میرے جدِ نامدار سے سُنا اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا۔

ابنِ شبرمہ کہتا ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں، نہ اُن کے پدرِ بزرگوار نے اُن کے جد کی طرف سے جھوٹ کہا اور اُن کے جد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جھوٹ کہا، بلکہ واقعتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس شخص نے قیاس پر عمل کیا وہ خود بھی ہلاک ہوا اور اس نے دوسروں کو بھی ہلاک کیا، اور جو شخص

...دے، تو وہ بھی ہلاک ہوا اور اس نے دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔ (الکافی جلد ۱ صفحہ ۴۳)

(۶۲) ═ تقیہ پر عمل

موسیٰ بن اشیم کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر ابنِ محمدؑ باقر علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپؑ سے قرآن مجید کی ایک آیت کا مطلب پوچھا۔ آپؑ نے اُسے بتا دیا۔ پھر دوسرا شخص آیا اور اُس نے بھی آپؑ سے اسی آیت کا مطلب پوچھا۔ آپؑ نے اُس کو دوسرا مطلب بتایا۔

یہ سُن کر مجھے شک گذرا اور میری قلبی کیفیت غیر مطمئن سی ہونے لگی۔ دل ہی دل میں یہ کہنے لگا کہ افسوس، میں ابو قتادہ کو شام میں چھوڑ کر یہاں آیا، وہ تو اس قسم کی غلطی کبھی نہیں کرتے تھے اور یہاں تو یہ سراسر غلط باتیں بتا رہے ہیں۔

میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک تیسرا شخص آیا، اُس نے بھی اُسی آیت کا مطلب دریافت کیا۔ آپؑ نے اس کو ایک تیسرا مطلب بتا دیا۔ پھر میری سمجھ میں آیا کہ یہ جو کچھ آپؑ فرماتے ہیں یہ بربنائے تقیہ ہے۔ اس کے بعد آپؑ میری طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا اے ابنِ اشیم اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان ابنِ داؤدؑ کو اقتدار تفویض فرمایا اور کہا۔

"هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ (سورہ ص آیت ۳۹)

ترجمہ (یہ ہے) ہماری بے حساب عطا تھی۔ اب تو کسی کو عطا کر یا روک لے۔)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اقتدار سونپا تو فرمایا:

" وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا "

(سورۂ حشر آیت ۷)

اور جو کچھ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سپرد فرمایا وہ سب ہمیں بھی عطا کیا (الکافی جلد ۱ صفحہ ۲۶۵)

(۶۳) ═ باغ کی پیداوار اور اُس کی تقسیم

علی بن ریّان نے اپنے والد سے اور انھوں نے یونس یا کسی اور سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، میں نے سُنا ہے کہ آپؑ ...باغ کے غلّوں کا کوئی انتظام کرتے تھے، میں چاہتا ہوں وہ آپؑ کی زبانِ اقدس سے سنوں

کی خدمت میں حاضر تھا، آپ نے بغیر کچھ پوچھے ہوئے خود فرمایا: اے داؤد ! یوم پنجشنبہ تم
اعمال میرے سامنے پیش ہوئے۔ اس میں، میں نے تمھارے اُس عمل کو بھی دیکھا جو حُسنِ سلو
تم نے اپنے ابنِ عم سے کیا، اور جسے دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اُس کی مد
حیات ختم اور عمر کی رسّی جلد ہی قطع ہونے والی ہے۔

داؤد کا بیان ہے کہ میرا ایک چچازاد بھائی میرا سخت دشمن اور بد طینت ا
تھا۔ مجھے خبر ملی کہ وہ اور اُس کے عیال پریشان حال ہیں تو مکہ جانے سے پہلے میں نے اُن
اخراجات کے لیے کچھ رقم بھیج دی تھی۔ جب میں مدینہ پہونچا تو حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صا
نے اُس کے مرنے کی خبر مجھے دی۔ (امالی شیخ طوسیؒ ص ۲۲۳)

(۴) == جن بھی امامؑ کی اطاعت کرتے ہیں

مفضّل بن عمر کا بیان
کہ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں کچھ رقم خراسان سے آپؑ کے اصحاب
دو آدمیوں کی معرفت بھیجی گئی اور وہ دونوں مسلسل اس رقم کی نگرانی کرتے ہوئے مقام ر
گذرے تو ان دونوں کے ہمراہیوں میں سے کسی نے دو ہزار درہموں کی ایک تھیلی اور اُن
حوالہ کر دی کہ اسے بھی امامؑ تک پہونچا دیں۔ وہ دونوں اُس تھیلی کو روزانہ سامان کھول
لیا کرتے کہ کہیں گم نہ ہو جائے۔ اسی طرح وہ مدینہ کے قریب پہونچے تو اُن دونوں میں سے
کہا، آؤ، ذرا پھر ایک مرتبہ اُس تھیلی کو دیکھ لیں۔ اب جو دیکھا تو وہی تھیلی غائب ہے با
رقوم موجود ہیں۔ ایک شخص کہنے لگا کہ اب ہم حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کو کیا جواب د
وہ تو ایک امانت تھی۔ دوسرے نے جواب دیا کہ مولا بڑے کریم ہیں مجھے اُمید ہے کہ جو ک
گے اُس کا اُن کو خود بھی علم ہوگا۔

الغرض یہ دونوں جب مدینہ پہونچے اور کل رقوم آپؑ کی خدمت میں پیش ک
آپؑ نے ازخود دریافت فرمایا کہ وہ رَے والے شخص کی تھیلی کہاں ہے ؟
اُنھوں نے سارا قصّہ بیان کیا۔
آپؑ نے فرمایا، اگر تم اُس تھیلی کو دیکھو گے تو پہچان لوگے ؟
اُنھوں نے کہا: جی ہاں۔
آپؑ نے آواز دی، اے کنیز ذرا فلاں فلاں رنگ کی تھیلی تو لے آؤ۔
کنیز وہ تھیلی نکال لائی، اور آپؑ نے اُن کو وہ تھیلی دکھائی اور فرمایا، پہچان
...یلی۔
اُنھوں نے فوراً پہچان کر کہا، جی ہاں، یہی ہے وہ گم شدہ تھیلی۔
آپؑ نے فرمایا کہ اس میں تمھارا قصور نہیں ہے بلکہ مجھے ایک رقم کی ضرورت ہوئی
تو میں نے گذشتہ شب کو ایک جِنّ سے رقم مہیا کرنے کے لیے کہا تو وہ تمھارے سامان میں سے
یہ تھیلی نکال کر لے آیا۔ (بصائر الدرجات جلد ۲ باب ۱۸ صفحہ ۲)

• ـــ کتاب الخرائج والجرائح میں بھی مفضّل کی یہی روایت موجود ہے۔

(۵) == زنادقہ کے ظہور کی پیشین گوئی

حمّاد بن عثمان کا بیان ہے کہ میں نے
حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ۱۲۸ھ میں زِندیقوں کا ظہور
ہوگا، اسے میں نے مصحفِ فاطمہ میں لکھا ہوا دیکھا ہے۔ (بصائر الدرجات جلد ۳ باب ۱۴ ص ۴)

(نوٹ) غالباً زنادقہ سے مراد ابن ابی العوجا، اور اُس کے ساتھی ہیں جو آپؑ کے
زمانہ کے وسط میں ظاہر ہوئے تھے۔

(۶) == ایک صحیفے میں تمام شیعوں کے نام ہیں

ابنِ ابی حمزہ سے روایت ہے۔
اُن کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ شب کے وقت ابو بصیر (جو نابینا ہو چکے تھے) کا ہاتھ پکڑ کر
حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام کی ڈیوڑھی کی طرف لے چلا۔ درمیانِ راہ میں اُنھوں نے کہا کہ تم
کچھ نہ بولنا۔

جب ڈیوڑھی پر پہونچے تو ابو بصیر نے کھنکھارا اور اندر سے حضرت ابو عبداللہؑ نے
اپنی کنیز کو آواز دے کر فرمایا کہ دروازے پر ابو محمد آئے ہوئے ہیں اُن کو بُلا لے۔
راوی کا بیان ہے کہ جب ہم اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپؑ کے سامنے ایک چراغ
روشن ہے اور ایک ٹوکری کھلی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر قدرتی طور پر مجھ پر رعب طاری ہو گیا اور میں
کانپنے لگا۔ آپؑ نے سرِ اقدس اٹھا کر فرمایا، کیا تم بزاز ہو ؟
میں نے عرض کیا، جی ہاں، میں آپؑ پر قربان۔
یہ سن کر آپؑ نے ایک قوہستانی چادر جو تکیہ پر پڑی ہوئی تھی، میری طرف بڑھائی
فرمایا اسے لپیٹ لو۔ میں نے لپیٹ لیا۔ آپؑ نے ایک کتاب دیکھتے ہوئے پھر مجھ سے

پوچھا، کیا تم بزاز ہو ؟

آپؑ کے اس سوال پر میں مزید کانپنے لگا، اور جب ہم آپؑ سے رخصت ہو کر باہر آئے

تو میں نے ابوبصیر سے کہا، اے ابومحمد ! آج کی شب جو کچھ میں نے دیکھا وہ اس سے پہلے کبھی نہیں

دیکھا تھا۔ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے سامنے دیکھا کہ ایک ٹوکری رکھی ہوئی

جس میں آپؑ نے ایک کتاب نکالی اور اسے کھول کر دیکھنے لگے۔ جب آپؑ اس کو دیکھ رہے

تو مجھ پر خوف طاری ہو رہا تھا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر ابوبصیر نے اپنا سر پیٹ لیا اور کہا، وائے ہو

تو نے مجھے اسی وقت کیوں نہیں بتایا ؟ یہ تو وہی کتاب تھی جس میں شیعوں کے نام لکھے ہو

تے۔ اگر تم نے بتایا ہوتا تو میں تمہارے متعلق ان سے پوچھ لیتا کہ اس کا نام بھی اس کتاب

ہے یا نہیں ؟ (بصائر الدرجات جلد ۴ باب ۲ صـ ۴۶)

⑦ ═ دشمن کے لیے بددعا

ابن سنان سے روایت ہے۔ اس کا بیا

جس وقت داؤد بن علی نے آدمی بھیج کر معلی بن خنیس کو قتل کرا دیا، اس وقت ہم لوگ مدینہ

تھے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام اپنے بیت الشرف سے باہر ایک

تک نہ نکلے۔ داؤد بن علی نے آدمی بھیجا کہ اس سے ملیں لیکن آپؑ نے ملنے سے انکار کر دیا

اپنے کچھ سپاہی بھیجے کہ انھیں جبراً لے آؤ، ورنہ ان کا سر لے آؤ۔

سپاہی آپؑ کے پاس اس وقت پہونچے جب آپؑ ہمارے ساتھ ظہر کی نماز

مشغول تھے۔ انھوں نے آپؑ سے کہا کہ چلیے آپؑ کو داؤد بن علی نے بلایا ہے۔

آپؑ نے فرمایا، اگر میں نہ جاؤں ؟

انھوں نے کہا، اگر آپؑ نہ جائیں گے تو ہمیں حکم ملا ہے کہ آپؑ کا سر کاٹ کر لے

آپؑ نے فرمایا، تم لوگوں سے یہ امید تو نہیں ہے کہ اپنے رسولؐ کے فرزند کو قتل

انھوں نے جواب دیا ہمیں نہیں معلوم آپؑ کیا کہتے ہیں، بس ہم تو صرف اتنا جانتے

کہ ہمیں حکم ملا ہے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔

آپؑ نے فرمایا کہ بہتر یہی ہے کہ میری بات مان لو اور واپس ہو جاؤ، اسی میں تمہاری

بھلائی ہے۔

[illegible]

ٹیک کر جائیں گے۔

جب آپؑ نے دیکھا کہ یہ نہ مانیں گے اور مجھے ہلاک کرنے پر آمادہ ہیں تو آپؑ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے اپنے کاندھوں پر رکھے پھر انھیں پھیلا کر انگشتِ شہادت سے اس طرح اشارہ کیا جیسے کسی کو بلا کر فرمایا ہو اَلسَّاعَۃ اَلسَّاعَۃ (ابھی ابھی) یہ کہنا تھا کہ ایک شور بلند ہوا۔ ان سپاہیوں نے کہا۔ "اٹھیے اور ہمارے ساتھ چلیے۔"

آپؑ نے فرمایا، تمہارا حاکم تو مر چکا ہے (اب کس کے پاس لیجاؤ گے ؟)

راوی کا بیان ہے کہ ان سپاہیوں نے تصدیق کے لیے ایک شخص کو بھیجا تو معلوم ہوا کہ حاکم واقعتاً مر چکا ہے اور یہ شور و غل اسی کی موت پر ہوا تھا۔ یہ سن کر وہ سپاہی واپس ہو گئے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان، اس کی موت اچانک کیسے واقع ہو گئی ؟

آپؑ نے فرمایا، معلی بن خنیس کے ایک غلام نے اسے قتل کر دیا۔ بات یہ ہے کہ ایک ماہ سے میں نے اس کے پاس جانا ترک کر دیا تھا۔ اس کے آدمی بھیجنے کے باوجود میں نہیں گیا اور جب ان لوگوں نے اپنے ساتھ لے چلنے کا تہیہ کر لیا ورنہ میرے قتل پر آمادگی کا اظہار کیا تو میں نے بھی مجبور ہو کر اسم اعظم پڑھ کر دعا کی۔ اللہ نے فوراً ہی دعا قبول فرمالی اور ایک فرشتے کے ذریعے سے قتل کرا دیا۔

میں نے دریافت کیا، آپؑ نے دونوں ہاتھ کس لیے اٹھائے تھے ؟

آپؑ نے فرمایا، یہ طلبِ نصرت تھی۔

میں نے پوچھا آپؑ نے جو کاندھے پر ہاتھ رکھے تھے اس کا کیا مطلب تھا ؟

آپؑ نے فرمایا، یہ تضرع تھا۔

میں نے پھر دریافت کیا،

آپؑ نے انگشتِ شہادت کیوں اٹھائی تھی ؟

فرمایا، یہ بصبصہ (خوشامد کے طور پر) تھی۔

(بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱ صـ ۵۸)

═ علمِ ما فی الضمیر (ما فی الصدور)

عمر بن یزید سے روایت ہے اس کا بیان

معاً میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں دریافت کروں گا کہ آپؑ کے بعد امام کون ہوگا ؟ (مگر ابھی یہ بات میرے دل ہی میں تھی)

آپؑ نے فرمایا، اے عمر! میں تمھیں یہ نہ بتاؤں گا کہ میرے بعد امام کون ہے

(بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱۰ صـــ ۶۳)

• سنـ عمر بن یزید کی یہی روایت کشف میں بھی دلائلِ حمیری سے مرقوم ہے

(کشف الغمہ جلد ۲ صـــ ۲۲۴)

• سنـ شہاب بن عبداللہ سے روایت ہے۔ اُس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت حاضر ہوا اور ارادہ تھا کہ پوچھوں کہ کیا وہ شخص حالت جنابت میں ہو مٹکے میں سے اپنے چُلّو کے ذریعے سے پانی نکال سکتا ہے ؟ مگر آپؑ کی خدمت میں پہونچا تو یہ مسئلہ دریافت کرنا بھول گیا۔ آپؑ نے میری طرف دیکھا فرمایا، اے شہاب! اگر مُجنب (جنابت والا) مٹکے کے اندر چُلّو ڈال کر پانی نکال لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱۰ صـــ ۶۳)

• سنـ کتاب الخرائج والجرائح میں بھی شہاب سے یہی روایت مرقوم ہے۔

• سنـ ہشام بن احمد سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس وقت آپؑ اپنی زراعت میں تھے۔ شدید گرمی کا دن تھا، پسینہ آپؑ کے چہرے سے بہہ کر آپؑ کے سینہ پر ٹپک رہا تھا۔ میں نے سوچا تھا کہ میں آپؑ سے مفضّل بن عمر کے متعلق دریافت کروں گا، مگر آپؑ نے از خود فرمایا، خدا کی قسم مفضّل ایک مردِ انسان ہے، بلا شُبہ اُس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی اللہ نہیں مفضّل بن عمر جعفی مردِ انسان ہے۔

میں نے شمار کیا تو آپؑ نے تیس مرتبہ سے زائد یہی ارشاد فرمایا۔

(بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱۰ صـــ ۶۳)

(۹) = ہمارا مخلوقِ الٰہی میں شمار ہے

اسماعیل بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا، اے اسماعیل! میرے لیے برتن میں پانی رکھ دو۔

اپنے دل میں کہا، چاہے وضو کریں یا نماز پڑھیں، میں تو انھیں ربّ ہی کہوں گا۔ پھر فوراً ہی آپؑ وضو خانے سے برآمد ہوئے اور فرمایا، اے اسماعیل! دیوار کو حد سے زیادہ نہ بلند کرو ورنہ وہ گر پڑے گی۔ سنو! ہمیں اللہ کی مخلوق سمجھو، پھر اس کے بعد ہمارے متعلق جو چاہو کہو۔

مگر میں یہی کہتا رہا کہ میں تو یہی کہتا رہوں گا، یہی کہتا رہوں گا۔

(بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱۰ صـــ ۶۳)

منـ دلائلِ حمیری میں بھی عبدالعزیز سے یہی روایت منقول ہے۔

(۱۰) = عِلمِ مَافِی الضَّمِیر

شہاب بن عبد ربہ سے روایت ہے۔ اس کا بیان ہے کہ میں چند مسائل دریافت کرنے کے لیے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر بن محمد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، مگر دریافت کرنے سے پہلے ہی آپؑ نے فرمایا۔ اے شہاب! اگر چاہو تو تم بتاؤ اور چاہو تو میں بتاؤں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو ؟

میں نے عرض کیا، میں آپؑ پر قربان۔ آپؑ ہی ارشاد فرمائیے، میں کیا پوچھنے آیا ہوں ؟

(۱) آپؑ نے فرمایا کہ تم یہ پوچھنے آئے ہو کہ کیا ایک شخص حالتِ جنابت میں مٹکے کے اندر کوزہ ڈال کر پانی نکال سکتا ہے جبکہ اس کا ہاتھ بھی پانی سے مَس ہو رہا ہے ؟

میں نے عرض کیا، جی ہاں، یہی پوچھنا تھا۔

آپؑ نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا، تم پوچھو گے یا میں بتا دوں ؟

میں نے عرض کیا۔ آپؑ ہی ارشاد فرمادیں۔

(۲) آپؑ نے فرمایا، تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ ایک شخص حالتِ جنابت میں ہے وہ غسل سے پہلے سہواً اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دیتا ہے۔

میں نے عرض کیا، جی ہاں یہی پوچھنا چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا، اگر اس کے ہاتھوں پر کوئی عینِ نجاست نہیں لگی ہوئی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

پھر فرمایا کہ مزید بتاؤں یا تم خود ہی بیان کرو گے ؟

میں نے عرض کیا، یہ بھی آپؑ ہی بتا دیجیے۔

صـــ یہی روایت دوسرے اسناد سے باب احوال اصحاب حضرت امام ابوعبداللہؑ میں آئیگی

(۱۱) ـــــ لوگوں کے افعال و اعمال کا علم

عمر بن اذنیہ نے عبداللہ نجاشی سے رو
کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ پیشاب کے بعد استنجا کرتے وقت مجھے شک ہوا کہ میر
نجس ہوگیا، میں نے سردی کی رات میں اس کو پانی میں ڈبو دیا۔ جب حضرت ابوعبداللہ علیہ
کی خدمت میں حاضر ہوا، تو آپؑ نے فرمایا۔ سنو! پوستین کا جُبّہ جب تم نے پانی میں ڈبا دیا تو
ہو جائے گا۔ (بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱۰ صـ ۶۵)

صـــ ابراہیم بن مہزم سے روایت ہے اس کا بیان ہے کہ میں ایک دن شب کو ح
ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت سے نکل کر اپنے گھر مدینہ میں واپس آیا تو مجھ
میری والدہ کے درمیان کسی بات پر تیز زبانی ہوگئی۔
دوسرے دن جب میں نے ظہر کی نماز پڑھی اور حضرت ابوعبداللہ کی خدمت
تو آپؑ نے فرمایا، اے مہزم! تجھے کیا ہوگیا تھا کہ تو نے گذشتہ شب اپنی والدہ کو سخت سُست
کیا تجھے نہیں معلوم کہ اس کا بطن تمہاری جائے سکونت، اس کی آغوش تمہارا گہوارہ اور اس کے پ
تمہارے دودھ پینے کے برتن رہ چکے ہیں؟
میں نے عرض کیا، جی ہاں، یہ تو درست ہے۔
آپؑ نے فرمایا: آئندہ اس پر کبھی ناراض نہ ہونا۔ (بصائر الدرجات جلد ۵ باب

صـــ حارث بن حصیرہ ازدی سے روایت ہے کہ ایک شخص کوفہ سے خراسان آیا
نے لوگوں کو حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام کی ولایت کی طرف دعوت دی۔ ایک گروہ نے
دعوت قبول کی اور اطاعت کی، دوسرے گروہ نے بالکل انکار کر دیا۔ تیسرے گروہ نے توقف
پرہیز سے کام لیا۔ اس کے بعد ہر گروہ میں سے ایک ایک آدمی ملکر حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام
خدمت میں آئے اور ان میں سے اس شخص نے گفتگو شروع کی جو توقف اور پرہیز کا قائل تھا اور
شخص تھا جس نے ایک شخص کی کنیز سے منہ کالا کر لیا تھا۔
راوی کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں
تو اس نے اس طرح گفتگو کا آغاز کیا۔
جناب، اللہ آپؑ کا بھلا کرے کوفہ سے ایک شخص آیا، اس نے آپؑ کی اطاعت کی
ہمیں دعوت دی۔ ہم میں سے ایک گروہ نے اس کی دعوت قبول کیا۔ دوسرے گروہ نے انکا

تیسرے گروہ نے توقف اور پرہیز سے کام لیا۔
آپؑ نے دریافت فرمایا، تمہارا ان میں کس گروہ سے تعلق ہے؟
اُس نے جواب دیا کہ میرا تعلق توقف اور پرہیز کرنے والوں میں سے ہے۔
آپؑ نے فرمایا، مگر تمہارا سارا توقف اور ورع تو فلاں شب میں جاتا رہا تھا۔
یہ سُن کر وہ شخص اپنے اعتقاد میں مشکوک ہوگیا۔

(بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱۱ صـ ۲۲)

صـــ عمار سجستانی سے روایت ہے کہ عبداللہ نجاشی عبداللہ بن الحسن کا تبع
اور زیدیہ فرقے سے تعلق تھا۔ اتفاقاً ہم اور وہ دونوں مکہ گئے۔ وہ عبداللہ بن حسن سے ملنے گیا اور
میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس آیا۔
راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ تم اپنے امام سے مجھے ملنے کی
اجازت دلا دو۔
میں نے اس کی یہ گذارش حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت
میں جاکر پیش کی۔
آپؑ نے فرمایا، اس کو بلا لو۔
جب وہ آیا تو آپؑ نے اس سے دریافت فرمایا، بتاؤ، تم نے ایسا کیوں کیا، یاد کرو کہ
فلاں دن تم ایک شخص کے مکان کے قریب سے گزر رہے تھے کہ مکان کے پرنالے سے پانی گرا، تم نے
صاحبِ خانہ سے پوچھا، یہ پانی کیسا تھا؟ اُنھوں نے کہا، نجس تھا۔ تم اُس دن اونی کپڑا پہنے ہوئے
تھے۔ یہ سن کر تم مع اپنے لباس کے نہر میں کود پڑے، تمھیں اس حال میں دیکھ کر ہر طرف سے بچے جمع
ہوگئے اور تم پر ہنسنے اور تمہارا مذاق اُڑانے لگے۔
عمار کا بیان ہے کہ یہ سُن کر وہ شخص میری طرف متوجہ ہوا اور بولا۔ تم نے میرا یہ واقعہ
حضرت ابوعبداللہ کو کیوں بتایا؟
میں نے کہا، واللہ میں نے ان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔
جب ہم لوگ آپؑ کے پاس سے نکلے تو اس نے کہا، اے عمار! یہی اب میرے بھی امام
ہیں اور کوئی نہیں ہے ان کے علاوہ۔ (بصائر الدرجات جلد ۵ باب ۱۱ - صـ ۶۲)
(مناقب جلد ۳ صـ ۳۴۸)
(الخرائج والجرائح صـ ۲۴۲)

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

١) شیخ صدوقؒ
٢) علامہ مجلسیؒ
٣) علامہ ساغر حسین
٤) علامہ سید علی نقی
٥) بیگم و سید عابد علی رضوی
٦) بیگم و سید احمد علی رضوی
٧) بیگم و سید رضا امجد
٨) بیگم و سید علی حیدر رضوی
٩) بیگم و سید سبط حسن
١٠) بیگم و سید مردان حسین جعفری
١١) بیگم و سید جار حسین
١٢) بیگم و مرزا توحید علی
١٣) سید حسین عباس فرحت
١٤) بیگم و سید جعفر علی رضوی
١٥) سید نظام حسین زیدی
١٦) سیدہ ہما زہرہ
١٧) سیدہ رضویہ خاتون
١٨) سید نجم الحسن
١٩) سید مبارک رضا
٢٠) سید تہنیت حیدر نقوی
٢١) بیگم و مرزا احمد ہاشم
٢٢) سید باقر علی رضوی
٢٣) بیگم و سید باسط حسین
٢٤) سید عرفان حیدر رضوی
٢٥) بیگم و اخلاق حسین
٢٦) سید ممتاز حسین
٢٧) بیگم و سید اختر عباس
٢٨) سید محمد علی
٢٩) سیدہ رضیہ سلطان
٣٠) سید مظفر حسنین
٣١) سید باسط حسین نقوی
٣٢) غلام محی الدین
٣٣) سید ناصر علی زیدی
٣٤) سید وزیر حیدر زیدی
٣٥) ریاض الحق
٣٦) خورشید بیگم